

۱۳۱۴۳۹

۲۲۹

۲۲۹

۷



فهرستبرگه منابع چاپ سنگی - اداره مخطوطات

شماره ثبت:	۹۵ / ۳۳
رده بندی دیوبی:	۱۹۳۹ ر ۹۵۷ ح ۲۲ / ۱۸۱
سرشناسه:	ضیاء، مدرس، ابراهیم، ۴۴۲ - ۵۱۷
عنوان قراردادی:	
عنوان:	رباعیات ضیاء
کاتب:	تاریخ کتابت:
محل نشر:	ناشر: مطبعه نوری نوکلسور تاریخ نشر: ۱۹۳۹ م ۱۳۵۸ ق
صفحه شمار:	۱۰۴ ص مصور <input type="checkbox"/> درسی <input type="checkbox"/> گراور یا افس <input type="checkbox"/>
زبان:	فارسی و ابعاد ۱۵۱۵ x ۲۴۱ نوع خط: نستعلیق
روش تهیه:	وقفی <input type="checkbox"/> اهدایی <input type="checkbox"/> خریداری <input type="checkbox"/> ارسالی <input type="checkbox"/>
توضیحات:	لطائف خفاف تاریخ ثبت خرداد ۱۳۷۹
یادداشتها:	۱. معلق به صورتی توضیح در ارتباط با متن به زبان اردو
موضوع(ها):	اشعار فارسی - ترنم ۵ ق
شناسه(های) افزوده:	الف. خفاف، لطائف، واقف. ب. عنوان.
فهرستگار:	السنزاري. تاریخ فهرستگاری: در ارد ۱۹

۱۸۱، ۲۲  
ع ۹۵۷ /  
۱۳۴۲

۱۳۱۴۳۹

وقف کتابخانه آستان قدس رضوی  
ملتمس دعا  
سلطانعلی خفاف بقیع مشهد  
عزیز حسن ایزدکی با درگاه وقف رضوی

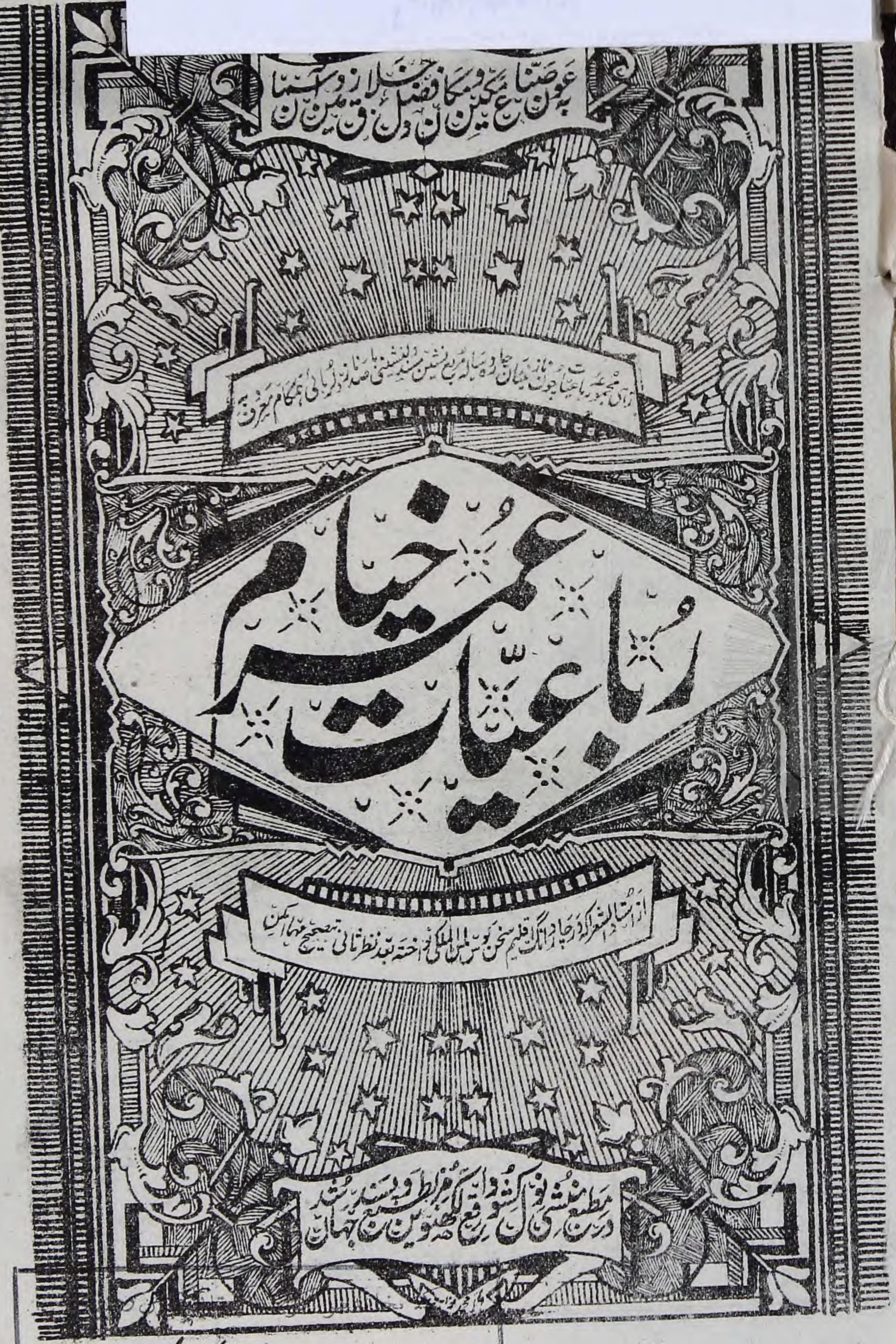


شماره ثبت موقت ۴۰۴۸۲  
تاریخ خرداد ۷۹



۱۵۱۴۴

۲۲۹



۲۲۹

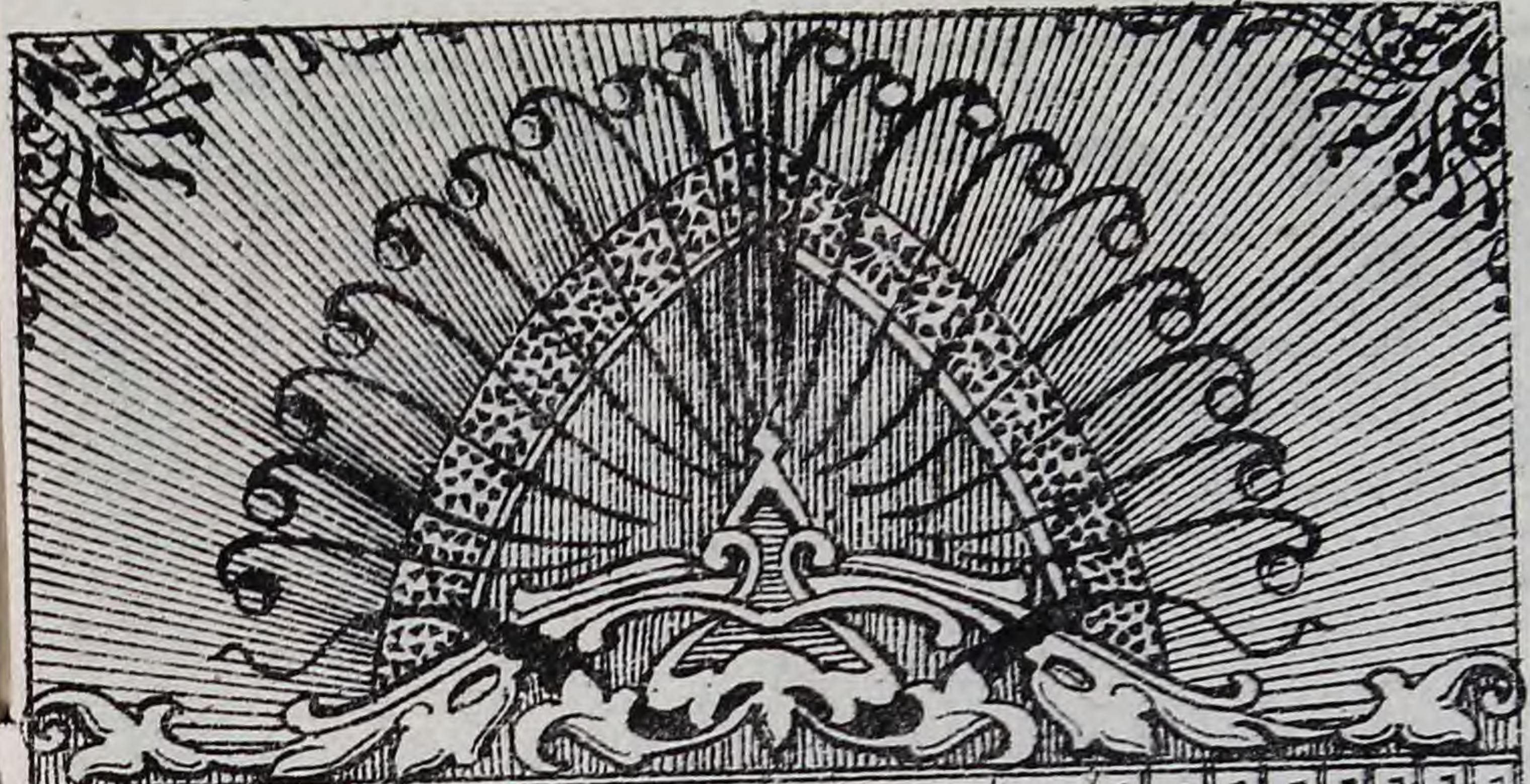
شماره ثبت موقت ۴۰۴۸۲  
تاریخ فرار ۷۹

۸۶۱۲۲  
۷۹۵۷۱  
۱۳۴۲

۱۵۱۴۳۹

وقف کتابخانه آستان قدس ضوی  
ملتمس دعا  
سلطان علی خضاف بمقیم شهید  
عزیز حسن زکریا کی باکره وقف بهجاری





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رباعیات عمر خیام (۱)

آمد سحر کے انداز میں سنا، ما  
کے رند خراباتی دیوانہ ما  
برخیز کہ پر کنیم پیمانہ زہے  
بچانہ زان پیش کہ پر کنند پیمانہ ما

رباعی (۲)

گر دست دہد تو بہ کنم یزدان را  
تو فخر بدی کنی کہ من سے نخورم

ایضاً (۳)

مرد آں نبود کہ خلق خوارند اورا  
رندے کہ نمود روس دستے بگرم

ایضاً (۴)

چوں ز آب و گل آفرید صنایع مارا  
پوستہ مرا ز مے ہیں منع کنی

ایضاً (۵)

چوں عمدہ نمی شود کے ندر ارادہ  
مے نوش بنور ماہ اے ماہ کہ ماہ ہر

بسیار بستابد و نیابد مارا

مے پیمانہ  
ظاہر رند کے ساتھ اور دوسرے  
شہر کا منوم ہر کہ شراب کا  
پیارے بھروسہ قبل اسکے کہ ہاری  
زندگی کا پیرا پر ہوا ہے  
مے یعنی شراب پینے  
ہو کون کون کہ ہے خوف ہارا  
غالی باقی یعنی ہاری غلٹی ہو  
شراب پینے روکنی ہو  
مے عمدہ نمی کہدے  
مرا دیکر زہد داری نہیں کرتا  
یعنی جب فرسے قیامت  
میں شراب کے مٹنے کی  
کوئی زہد داری نہیں کرتا  
اورا ہر جسم ہم نہیں کرتا  
تو شراب پینے کی حسرت  
ابھی پوری کر لو  
.....

رباعی (۶)

اے کردہ ز لطف و قہر تو صنع خدا  
بزم تو بہشت است و مرا جرم نیست

ایضاً (۷)

بت گفت بہت پرست کاے عابد ما  
بر ما بہ جمال خود تجلی کردا است

ایضاً (۸)

بر دست یکے تیغ جو آب است مرا  
پوستہ دل خصم کباب است مرا

ایضاً (۹)

دانی کہ چہ مدیت اے دلبر ما  
خود کس نفرستی و نہ کسی ہرگز

ایضاً (۱۰)

مے قوت جسم و قوت جانست مرا  
دیگر طلب دنیا و عقبے نہ کنم

ایضاً (۱۱)

از آتش مادود کجا بود اینجا  
آں کس کہ مرا نام خراباتی کرد

ایضاً (۱۲)

برخیز و بیابتا بر اے دل ما  
یک کوزہ مے بیار تا نوش کنیم

ایضاً (۱۳)

چوں فوت شوم بسببہ شوید مرا  
تلفیق ز شراب و جام گوئید مرا

مے یعنی شراب  
لطف اور قہر سے خدا  
نے ازل کے روز بہشت  
اور روزگ کو بنایا ہے  
تیری شکل ایک بہشت  
بہشت میں ہے قصو  
لوگ مانگتے ہیں  
جی کوئی تیری تقصیر  
نہیں کی ہے سبب  
کیا کہ میں اور بہشت  
ہیں نہیں اسکا یعنی  
تیری شکل میں ہے  
باز کون نہیں ہے  
مے جو آب صحت  
تواریکی یعنی تیرا درخشا  
تو شراب پینے اور کون کا  
اور عبادت دانی ہو  
کھو پری ہو  
دوسرا شعر کا مطلب  
بہت کس نے ہوا  
نام خراباتی تھا  
دو کوزہ  
خواب کی بیانی  
کہاں تھا کیا  
جی خراباتی  
.....







رباعی (۲۹)	
جانم دلخ جامه جامه درین شراب	مادے و معشوق درین کنج خراب
آزاد ز خاک باد و آواز آتش آب	فارغ ز امید رحمت و بیم عذاب
ایضا (۳۰)	
جانم دل دین عقل مرہون شراب	مایم وے و مطربے این کنج خراب
بنیاد نسا د خانه مانند حباب	سر در سرے گرد و دے در سر ما
ایضا (۳۱)	
باشد کہ بچے رفتہ باز آید آب	باطمی گفت ما ہی در تب و تاب
بود از پس مرگ ما چه دریا چه سراب	بطگفت کہ چون من دو تو گشتیم کباب
ایضا (۳۲)	
به زان باشد کہ دیگران ابر لب	بر پست تو بوسه دادن کے جمع طرب
پای من و حستن وصال ہمہ شب	دست من و دامن خیالت ہر روز
ایضا (۳۳)	
چون نیست ہرچہ بہت جز باد بہت	چون نیست ہرچہ نیست نقصان شکست
انگار کہ ہرچہ نیست در عالم بہت	پندار کہ ہرچہ بہت در عالم نیست
ایضا (۳۴)	
کس عمر گذشتہ در نیابے دریا ب	روز دور ہمت است میخوردے تاب
تو نیز شبے روزت ہم باش خراب	دانی کہ جہاں رو بخرابی دارد
ایضا (۳۵)	
جاں کردہ فدے لب خندان شراب	مایم نہادہ سر بفرمان شراب
ہم ساقی ماطن صراحی در دست	ہم ساقی ماطن صراحی در دست
ایضا (۳۶)	
در کوشے نیاز ہر دے را دریا ب	در کوشے حضور مقبلے را دریا ب

سلسلہ ایک چھین  
 سادہ آواز ناکہ کباب  
 امیری غنی بخت کما کما  
 شاید پیش و ہم  
 چھین یا گیا جو ہم ہر  
 تو یا گیا کہ تو پیش ہیں  
 با با دو ہر غمی ہم  
 تو ملک بانی ہیں  
 بلستہ کیا پس  
 خیال بیکار ہے  
 جب ہم تو تم بل  
 بسن کر کباب ہو گئے  
 تو ہم پیش ہو یا نہو  
 دریا دریا ہے با سرب  
 تو بلے آ آسی  
 یعنی جو بچہ کردہ ہونے  
 کی طرح جو اور جو  
 کہ نہیں جو اس سے  
 کوئی نقصان و شکست  
 نہیں ہے تو اس سے  
 ہرچہ کہ بہت کو  
 ہرچہ کہ بہت کو  
 ہرچہ کہ بہت کو  
 ہرچہ کہ بہت کو

صد کعبہ آب و گل بیک دل نرسد	
رباعی (۳۷)	
جانے وے و ساقی برب کشت	کعبہ چہ روی برودے را دریا ب
مشو بخن بہشت و دوزخ از کس	کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت
ایضا (۳۸)	
چون نیست حقیقت و یقین اندر دست	نخواں با امید شک ہمہ عمر شست
ہاں تانہ نیم ساغر بادہ زد دست	در بے خردی مرد چہ ہیشا چہ دست
ایضا (۳۹)	
اگر گل نبود نصیب ما غریب است	در نور نمی رسد بانار بس است
اگر بچہ و سجادہ و شیخی نہ بود	تا قوس کلیسا و ز نارس است
ایضا (۴۰)	
اجزائے پیالہ کہ در شے پیوست	بشکستن آن روانیدار و دست
چندیں سر و دست نازنینان جہاں	از مہر کہ پیوست و بکین کہ شکست
ایضا (۴۱)	
امروز ترا دست رس فردا نیست	واندیشہ فردات بجز سودا نیست
ضالع مکن ایندم اردت شینیت بقا	کیں باقی عمر را بہا پیدا نیست
ایضا (۴۲)	
لے جرخ فلک خرابی از کینہ تست	بیداگری عادت دیرینہ تست
اے خاک اگر سینہ تو بشکا فند	بس گوہر قیمتی کہ در سینہ تست
ایضا (۴۳)	
اے بت کہ دلم ز بہر او زار شدہ است	او جے دگر بغم گرفتار شدہ است
من در طلب علاج خود چوں کو شتم	چوں آنکہ طلبیست بیمار شدہ است
ایضا (۴۴)	

لے مطلب ہو  
 کہ پیلے کو جو شراب  
 چھینکے بعد توڑینے  
 ہیں اس کے توڑنے کو  
 جی نہیں جانتا اسے  
 کہ پیلے کے جو اجڑا ہیں  
 وہ نازنینان جہاں کی  
 تاک کے بنے ہیں یعنی  
 پارا کوئی تاک بنا ہو  
 کسی کے اٹھنے کی جو  
 کسی کے پاؤں کی پھر  
 جلا خیال تو کہہ کر یہاں  
 کسی عبت سے نظر اور  
 کسی کی گفت بہر او  
 ۱۰۰ آسی سے ہیں  
 گوہر قیمتی مراد انسان  
 عقلا و فطلا جو خاک  
 ہیں مرفون ہیں ۱۰  
 سے ارادے کسی شاعر  
 کا شہد ہے جو  
 طلب اپنا نفس  
 دل اس کا کی پر زار  
 بہا ہر ذوقہ بادہ سا  
 اگر بھی آپ  
 ہی بیمار ہے ۱۰  
 آئی

ہرچہ کہ بہت کو  
 ہرچہ کہ بہت کو  
 ہرچہ کہ بہت کو  
 ہرچہ کہ بہت کو



بہر دل کہ در دفتر و محبت بسخت در دفتر عشق نام ہر کس کہ نوشت	نور اگر ساکن مسجد است و گر ذاہل کشت آزاد دوزخ است فارغ ز بہشت
(۴۵)	رباعی
دوری کہ در آمدن در فتن ماست کس نے زندگی درین معنی راست	آرزو نہ بدایت نہایت پیدا است کیں آمدن از کجا و رفتن کجا است
(۴۶)	ایضاً
ساقی جو زمانہ در شکست من دست گزارا کہ میان من تو جام مے است	دنیا نہ سراپا بہشت من دست می داں بقیں کہ حق بدست من دست
(۴۷)	ایضاً
با کافر عشق و مسلمان دگر است از مارخ زرد و جگر پارہ طلب	ما مور ضعیفیم و سلیمان دگر است بازارہ چہ نصب فرودشاں دگر است
(۴۸)	ایضاً
مے خوردن و شاد بودن آئین نیست گفتم بعبوس دہر کاہن تو پست	فارغ بودن ز کفر و دین دین نیست گفتاد دل حسرت تو کاہن نیست
(۴۹)	ایضاً
سر از ہمہ ناکاں نہاں باید داشت بنگر کہ بجای مردماں مے چہ کنی	راز از ہمہ اہلباں نہاں باید داشت چشم از ہمہ مردماں نہاں باید داشت
(۵۰)	ایضاً
اسرار جہاں چنانکہ در دفتر ماست چوں نیست درین مردم ناداں اہلی	گفتن نتواں زانکہ وبال حسرت است گفتن نتواں ہر آنچہ در خاطر ماست
(۵۱)	ایضاً
گویند کہ مے بہ ماہ شعبان نہ رواست شعبان رجب ماہ خدایت و رسول	نہ نیز رجب کہ آں مہ خاص خد است مے رضاں خوریم کال خاصہ ماست

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

چوں ہشیارم ز من طرف پنهان است حالیت میانستی دہشکاری	چوں است شوم در خردم نقصان است من بندہ آنکہ زندگانی آن است
(۵۲)	رباعی
زاں بادہ کہ عمر را حیاتے دگر است بر نہ بگفتم کہ کار عالم سست است	پر کن قدم گر چہ ترا در دسر است بشتاب کہ عمرت کے پسر در گذر است
(۵۳)	ایضاً
ہر گے کہ مے ملازم دل شودت حال دل دیگرے بیاید پُر سید	یا قفہ کار خویش مشکل شودت تا خوشدلی تمام ماصل شودت
(۵۴)	ایضاً
در چشم محققاں چہ زیبا و چہ زشت پوشیدن بیدلاں چہ اطلس چہ پلاس	منزگہ عاشقاں چہ دوزخ چہ بہشت زیر سر عاشقاں چہ بالین چہ خشت
(۵۵)	ایضاً
عمرے بگل و بادہ بر فتم بگشت از مے چون شہنچ مرادم ماصل	یک کار من ز دور جہاں است بگشت از ہر چہ گذشتیم گذشتیم گذشت
(۵۶)	ایضاً
بسیار بگشتیم بگرد و رود و دشت ادکس نشنیدیم کہ آمدنیں ماہ	اندر ہمہ آفاق بگشتیم بگشت لاہے کہ برفت راہ رو با بگشت
(۵۷)	ایضاً
لعل تو مے مذاہبے ساغر کا نست آں جام بلوریں کہ زمے خندا نست	چشم تو بیالہ و شرابش جانست اشکے است کہ خون دل رو پنهانست
(۵۸)	ایضاً
بر تر ز سپہر خاطر م روز سخت لوح و قلم و بہشت دوزخ می جست	
(۵۹)	ایضاً

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰



پس گفت مرا معلم از علم درست	روح و قلم و بهشت و دوزخ با نیت
(۶۰)	رباعی
بسیار گشتیم بگرد و دور و دشت	یک کار من از گشت همی ننگ گشت
در ناخوشی زمانه باک عسرم	گر خوش بگذشت یکدی خوش نگذشت
(۶۱)	ایضاً
در پرده اسرار کسی راه نیست	زین تعبیه جاں هیچ کس آگه نیست
جز در دل خاک هیچ منزله نیست	افسوس که این فناء هم کوی نیست
(۶۲)	ایضاً
هر سبزه بر کنار جوئی رسته است	گو یا ز لب فرشته خوی رسته است
باں بر سر سبزه پا بخواری نهی	کاں سبزه ز خاک لاله رسته است
(۶۳)	ایضاً
عنه برکت من نه که دلم در تاب است	دین عمر گر ز پاپی چون سیاب است
بر خیز که بیداری دولت خواب است	در یاب که آتش جوانی آب است
(۶۴)	ایضاً
درد و هر بر بن سال تحقیق ز رست	زیرا که درین راه کسی نیست درست
هر کس زده دست عجز در شاخ رست	امروز چون شناس فردا چون غنم رست
(۶۵)	ایضاً
آں که درین زمانه کم گیری دوست	با اهل زمانه صحبت از دور نکوست
آں کس که بگلی ترا نکسیر بدوست	چون چشم خرد باز کنی دشمنت دوست
(۶۶)	ایضاً
اسے آمدہ از عالم روحانی نعت	حیراں شد در پنج و چهارش و ہفت
مے خور چون ندانی از کجا آمدہ	خوش باش ندانی کجا خواهی رفت
(۶۷)	ایضاً

لطفاً در این باب  
بہت پرسش بکنید  
چون کہ چنان کہ  
کوی کام بہین بہر جب  
زانی من کای مرغ  
عرب بگویند و میرا  
خیال ہو کہ اس خوشی  
کی حالت میں اگر ایک  
مانس بھی ہم سے نکلام  
اور خوشی کے ساتھ  
لیا جو تو گویا نام نہ  
میں آ رہے گوری  
یعنی زانی  
تحقیق نام نہیں ہونی  
اوسے کہ بیان کوئی  
محقق نہیں کہ ہوش  
کہ در اول بیان کرتا  
جو بیان موزوں کی  
طی بجا اور مستقبل  
سبب بھی بیکار ہے

این عالم روحانی  
عزیزان انسان  
سبب ان کے نقصات  
اور انکار باطن بر رفتار  
چون کہ چنان کہ  
میں گریبان سے راز  
میں نہیں کہنے  
یہی

ہر چند کہ از گناہ بد بختم و زشت	نوسید نیم چوبت پرستاں ز گشت
اما سحرے کہ میرم از محسنوی	میخواہم و معشوق بہ دوزخ بہ ہشت
(۶۸)	رباعی
مے کہ چہ پیش از زشت نامت شوست	چون رکعت شہی غلامت خوشست
تلخ است و حرامت خوشم مے آید	دیریت کہ تا ہر چه حرامت خوشست
(۶۹)	ایضاً
چندین عم بال حسرت دنیا چیت	ہرگز دیدی کسی کہ جاوید زیت
این یک نفسے کہ در زنت عاریت است	با عاریتے عاریتے باید زیت
(۷۰)	ایضاً
روئیے کہ شود اذنا السماء انقثت	واندم کہ بود اذنا الجحوم انکذرت
من دامن تو بگیرم اندر عصا	گویم صنایا پست ذنب قتلکرت
(۷۱)	ایضاً
گر کار تو نیک است بہ تدبیر تو نیست	در سر برد و نیز بتقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی	چون نیکم بد جہان بہ تدبیر تو نیست
(۷۲)	ایضاً
چون مردن تو مردن یکبارگی است	یکبار بسیرا میں چه بیچارگی است
خونے دنجاستے و مشتے رگ و پوست	در کار نبود این چه غم خواری است
(۷۳)	ایضاً
لے مرد خرد حدیث فردا ہوس است	در دہر زدن لاف سخنہا ہوس است
امروز چنین ہر کہ خرمند کس است	دانند کہ ہمہ جہاں چنین یک نفس است
(۷۴)	ایضاً
خیام کہ خیمہاے حکمت می دوخت	در کورہ غم فنا و دنا گاہ بسوخت
مقراض اجل طناب عمرش چو برید	دلال قضا برا یگانہش بفرخت

عمر خیام  
شعرب و نام جو کہ  
در صل جو پیش از  
عصا مخصوص سوت  
جیکہ کہ پیش از  
کے اندر میں ہو بہو  
اور علم جو اور یہاں  
کہ منوع چیزوں کی  
انسان کو ہرگز نہیں  
ہوئی وہاں پہلے  
موتنا ہی نہیں  
پس نہ کہ انہوں  
عصا قرآن نہیں  
سورہ و اذنا  
میں ہر حال  
حوال ہیں  
اذا اسرار  
دانا جو  
جیکہ آسمان  
ہر صورت میں ہم

اور جیکہ انک  
تو نہیں کہ  
میں ہاں ہر  
اداکو نکال  
کہوں قی  
کہوں کہ  
کہیں  
انہیں



رباعی (۷۵)	
در رفته زمین اگر مرا یک خشت است	آن چه هست گریه نامی ز خشت است
گویند ترا وجه من در نیست	درازه و دستار ز مریم رشت است
ایضا (۷۶) لے درام ۱۱	
یک هفته شراب خورده باشی پوست	ہاں تازہ نمی تو روز آدینہ زد دست
در مذہب ما شنبہ و آدینہ یک است	جنار پرست باش نہ روز پرست
ایضا (۷۷)	
غاسے کہ بزیر پای ہر حیوانے است	زلف صنمے ابروے جانمانے است
ہر خشت کہ بر کنگرہ ایوانے است	انگشت زریں و سر سلطانے است
ایضا (۷۸)	
دل سر حیات را کہا ہی دانست	در موت ہم اسرار الہی دانست
امروز کہ با خودی ندانستی بیخ	فردا کہ ز خود روی چه خواهی دانست
ایضا (۷۹) حضرت	
گرا ز بے شہوت و ہوا خواهی رفت	از من خبرت کہ بنوا خواهی رفت
بس گر چه کسے و از کجا آمدہ	میداں کہ چہ میکنی کجا خواهی رفت
ایضا (۸۰)	
نیکی و پیری کہ در نسا و بشر است	شادی و غمی کہ در قضا و قدر است
با چرخ کن حوالہ کا ندرہ و عطل	چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است
ایضا (۸۱)	
این کوزہ چو من عاشق زاری بود است	در بندہ سر زلف نگاری بود است
این دستہ کہ در گردن آدمی بینی	دستے است کہ در گردن یاری بود است
ایضا (۸۲)	
خیام زہر گنہ این ماتم چیست	در خوردن غم فائدہ بیش دکم چیست

سلا گریہ  
 زمین پر ہم سلا گریہ  
 بی کوئی تواری بی  
 بی کوئی تواری بی  
 کانیست میں کو کم  
 کہ دکھا دلگ کہتے ہیں  
 کہ اپنے سہ پاس بی  
 کیا کہ تو شراب کی  
 قیمت لگے اور کچھ  
 میں ستا ہوں کہ کچھ  
 یہ میری زہ اور  
 گپوں میں سہ کانی  
 ہوں ہی کہ اسکو سن  
 یہ کہ سکو گناہی  
 عے یا چنان برائی  
 جوانان کو پیش قیام  
 اسکو ساجھوئے کرنا چاہیے  
 اور یہ کہنا چاہیے  
 کہ آسمان ہم سے  
 غلام ہوا اور  
 آسمان ہم سے  
 غلام ہوا اور  
 آسمان ہم سے  
 غلام ہوا اور

رباعی (۷۵)  
 رباعی (۷۶)  
 رباعی (۷۷)  
 رباعی (۷۸)  
 رباعی (۷۹)  
 رباعی (۸۰)  
 رباعی (۸۱)  
 رباعی (۸۲)

رباعی (۸۳)	
ہزار گنہ نکر و غنہ سزاں نبود	غفراں زہرے گنہ آمد غم چیست
ہستادار کہ روزگار شور انگیز است	ایمن نشین کہ تیغ دوران تیز است
در کام تو گر زمانہ بودینہ نهد	زہار فرد مہر کہ زہر آمیز است
ایضا (۸۴)	
چوں آب بچو بیار و چوں باد بشت	روز در گزار عمر من و تو بگذشت
تا من باشم غم دور روزہ نخورم	روزیکہ نیامد است روزیکہ گذشت
ایضا (۸۵)	
طاش فلک ز پیش لآرای دہیست	آسودہ دریں جہاں نمیدانم کیست
ایمن نفسے ز مرگے نتوان نیست	بس فائدہ در جہاں بیفائدہ چیست
ایضا (۸۶)	
تا باز شناختم من این پای زد دست	این چرخ فرومایہ مراد است بہت
افسوس کہ در حساب خواہند نہاد	عمرے کہ مرا بے مے و معشوقہ گذشت
ایضا (۸۷)	
از ہرزہ بہر دے نمی باید تاخت	بانیک فہر زمانہ می باید ساخت
از طاسک چرخ و کعبتین تفت دید	ہر نقش کہ پیدا شود آں باید باخت
ایضا (۸۸)	
باد و ثمن و دوست فعل نیکیو نیکو است	بد کے کن آنکہ نیکیش عادت و دوست
باد و دست چو بد کنی شود دشمن تو	باد دشمن اگر نیک کنی گردد دوست
ایضا (۸۹)	
من بیخ ندانم کہ مرا آنکہ سرشت	از اہل بہشت کرد یا دوزخ زشت
جانے دبتے و بریلے بر لب گشت	ایں ہر سہ مرانقد و ترانسہ بہشت
ایضا (۹۰)	

سلا گریہ  
 زمین پر ہم سلا گریہ  
 بی کوئی تواری بی  
 بی کوئی تواری بی  
 کانیست میں کو کم  
 کہ دکھا دلگ کہتے ہیں  
 کہ اپنے سہ پاس بی  
 کیا کہ تو شراب کی  
 قیمت لگے اور کچھ  
 میں ستا ہوں کہ کچھ  
 یہ میری زہ اور  
 گپوں میں سہ کانی  
 ہوں ہی کہ اسکو سن  
 یہ کہ سکو گناہی  
 عے یا چنان برائی  
 جوانان کو پیش قیام  
 اسکو ساجھوئے کرنا چاہیے  
 اور یہ کہنا چاہیے  
 کہ آسمان ہم سے  
 غلام ہوا اور  
 آسمان ہم سے  
 غلام ہوا اور  
 آسمان ہم سے  
 غلام ہوا اور

رباعی (۸۳)  
 رباعی (۸۴)  
 رباعی (۸۵)  
 رباعی (۸۶)  
 رباعی (۸۷)  
 رباعی (۸۸)  
 رباعی (۸۹)  
 رباعی (۹۰)



درده پسر آن من که جهانز اتا است	ز آن من که گل نشاط را مهتا است
بش آب که آتش جوانی است	دریاب که بیداری دولت خواست
(۹۱)	رباعی
من خورم که مدام راحت تو اوست	آسایش جان دل مجروح تو اوست
طوفان غم از در آید از پیش و پشت	در باده گر بگذشتی نوح تو اوست
(۹۲)	ایضاً
من خورم درین من نه از برلے طرب است	من بهر فساد و ترک من اوست
خواهم که به بخوردی بر آدم نفسی	من خورم درین دست بودم زین سبب است
(۹۳)	ایضاً
دنیا مقام گشت ز جانی نشست	فرزانه در و خراب اولی تر مست
بر آتش غم ز باد آسبے میزان	ز آن پیش که در خاک روی باد بدست
(۹۴)	ایضاً
چون آدم غم من ز بد روز سخت	دین فتن بگرد غم من مست در مست
بر خیز و میان بر بند ساقی چیست	کانه ده جهان من فرد خواهم شست
(۹۵)	ایضاً
گویند ترا چو سوراخ خوش مست	من بگویم که آب انگور خوش مست
این نقد بگیر دست از آن سیر بشو	کا و از دل شنیدن از دور خوش مست
(۹۶)	ایضاً
در فصل بهار اگر بیت حور سر شست	پر من قدح من در دهر لب کشت
گر چه بر هر کس این سخن باشد دشمن	از سنگ بستم اگر کنم یاد بهشت
(۹۷)	ایضاً
من نوش که عمر جاودانی این است	خود خاصیت از دور جوانی این است
هنگام گل دل مست یاران سر مست	خوش باش من که زندگانی این است

منه شام که از  
کدک بکشد می گویند  
نشاط را در سر دور  
میل کسکه در است  
پیشاویں ملاک میری  
مردانست فساد  
کربانی زندگانی  
ادب کربان بگویم اول  
چاپتا ای که آلام دنیا  
من خورم درین من  
نقد را سینه خیز بود  
بن سیر جگر  
پیشاویں است  
دنیا را ز فریب  
اورنایه آسج کج  
دوزخ من حالت  
بجوی بر بوس  
ساقی اگر نتواند  
کاس نم که در کربان  
نخیز من رباعی است  
من فصل بهار است  
کند که اگر بود  
بشست  
کند که اگر بود  
از سنگ بستم اگر کنم یاد بهشت  
یا بهشت

(۹۸)	رباعی
دل چو نصیبی همه خون شدست	احوال تو هر کجند که گوی شدست
من جان تو درین تن بچسب کار آمده	چون عاقبت کار تو بیرون شدست
(۹۹)	ایضاً
با درم قلب منی گرد و جنت	چار و ب طرب خانه اما پاک برفت
بهر لخر ابات بروی آمد و گفت	من خورم که بمرهات می باید خفت
(۱۰۰)	ایضاً
خیام تنم تخم کس ماند راست	سلطان قبح من منزلش در رفت
مراش اجل ز بهر دیگر منزل	از پاکند تخم کس که سلطان بر رفت
(۱۰۱)	ایضاً
اما فلک از جنگ نزار و عجب است	گر بر سر مانگ نبار و عجب است
کاشی که خرید باد و وقت فروخت	در در سره گرینک کار و عجب است
(۱۰۲)	ایضاً
بر جان شریف که شانس نیست	دانند که هر آنچه آمد از جیب است
چیز کس که با میرسد از حکم شمی است	کونین ز بهر چه میرود بگنید است
(۱۰۳)	ایضاً
دارنده چو ترکیب طبایع آراست	از بهر چه او فلک نشاند کم و کاست
گر نیک آمد شکستن از بهر چه بود	در نیک نیامد این صور عیب است
(۱۰۴)	ایضاً
چون ابر بنور و زرخ لاله بشست	بر خیز و بجام باد کن عزم در است
این سبزه که امروز تماشا گشت	فردا همه از خاک تو بر خواهد است
(۱۰۵)	ایضاً
فصل گل و طربت جو بار و لب کشت	با یک دست تازه لعلت حور سر شست

منه شام که از  
کدک بکشد می گویند  
نشاط را در سر دور  
میل کسکه در است  
پیشاویں ملاک میری  
مردانست فساد  
کربانی زندگانی  
ادب کربان بگویم اول  
چاپتا ای که آلام دنیا  
من خورم درین من  
نقد را سینه خیز بود  
بن سیر جگر  
پیشاویں است  
دنیا را ز فریب  
اورنایه آسج کج  
دوزخ من حالت  
بجوی بر بوس  
ساقی اگر نتواند  
کاس نم که در کربان  
نخیز من رباعی است  
من فصل بهار است  
کند که اگر بود  
بشست  
کند که اگر بود  
از سنگ بستم اگر کنم یاد بهشت  
یا بهشت

کاس نم که در کربان  
نخیز من رباعی است  
من فصل بهار است  
کند که اگر بود  
بشست  
کند که اگر بود  
از سنگ بستم اگر کنم یاد بهشت  
یا بهشت







(۱۲۱)	رباعی	ایں خاک ہ از خواب بخاری بود است ہر جا کہ تدم نی یقین می بندار
(۱۲۲)	ایضاً	در وقت خود او بزرگواری بود است کان دست کریم شہسوار می بود است
(۱۲۳)	ایضاً	یک جرعه ز مے ز ملک کاوس بہ است ہر تالہ کہ رندے بگر گاہ ز نر
(۱۲۳)	ایضاً	وز نخت قباد و ملک طوس بہ است از طاعت اہران سالوس بہ است
(۱۲۳)	ایضاً	شیر تالہ ماشق بر آرد بحر (۱۲۳) ز تار مغاں را بیاں بستم چست
(۱۲۳)	ایضاً	رستم بخرا بات با بیان در دست شاگرد خرا بات ز بد تالی من
(۱۲۳)	ایضاً	بنخانہ و کعبہ خانہ بندگی است محراب کلیسا و شیخ و صلیب
(۱۲۵)	ایضاً	تا قوس زدن ترانہ بندگی است حقاکہ ہم نشانی بندگی است
(۱۲۶)	ایضاً	ساقی قدمے کہ کار عالم نفسے است خوش باش زہر پویش آید ز جہا
(۱۲۶)	ایضاً	گر شادی از و یک نفس آن نیز ہے است ہرگز نشود چنانکہ و خواہ کے است
(۱۲۶)	ایضاً	ساقی مے ما ز ماریں پر خوش است سر چشمہ رفیق جز بربیل تو نیست
(۱۲۶)	ایضاً	چشم زسد کہ چہما در ہے است صد خضر و سحج جبرہ نوش مے است
(۱۲۷)	ایضاً	ساقی دل ما سوخته از مشتاقیت جاں دادن امید است مراد قدمت
(۱۲۸)	ایضاً	باز آ کہ طیب درد متاں ساقیت تا جاں بودم امید آری باقیست
(۱۲۹)	ایضاً	ساقی بہ بہشت اینمہ مشتاقی پیست جنسے وساقی بود و باقی پیست

ساقی مے و ہر جا کہ تدم نی یقین می بندار  
در وقت خود او بزرگواری بود است  
کان دست کریم شہسوار می بود است  
یک جرعه ز مے ز ملک کاوس بہ است  
ہر تالہ کہ رندے بگر گاہ ز نر  
وز نخت قباد و ملک طوس بہ است  
از طاعت اہران سالوس بہ است  
شیر تالہ ماشق بر آرد بحر (۱۲۳)  
ز تار مغاں را بیاں بستم چست  
شاگرد خرا بات ز بد تالی من  
بنخانہ و کعبہ خانہ بندگی است  
محراب کلیسا و شیخ و صلیب  
تا قوس زدن ترانہ بندگی است  
حقاکہ ہم نشانی بندگی است  
ساقی قدمے کہ کار عالم نفسے است  
خوش باش زہر پویش آید ز جہا  
گر شادی از و یک نفس آن نیز ہے است  
ہرگز نشود چنانکہ و خواہ کے است  
ساقی مے ما ز ماریں پر خوش است  
سر چشمہ رفیق جز بربیل تو نیست  
چشم زسد کہ چہما در ہے است  
صد خضر و سحج جبرہ نوش مے است  
ساقی دل ما سوخته از مشتاقیت  
جاں دادن امید است مراد قدمت  
باز آ کہ طیب درد متاں ساقیت  
تا جاں بودم امید آری باقیست  
ساقی بہ بہشت اینمہ مشتاقی پیست  
جنسے وساقی بود و باقی پیست

۲۵۶۶

(۱۲۹)	رباعی	ایںجاستے وساقی و آنجاست ہیں پس در دو جہاں بانے وساقی پیست
(۱۳۰)	ایضاً	ساقی دل من کہ شادی از غم شناخت مے دہ کہ دم صبح جاں بخش دم است
(۱۳۱)	ایضاً	ساقی قدمے کہ آنکہ این خاک سیرت معمور بود بشاہر و بادہ جہاں
(۱۳۱)	ایضاً	از منزل کفر تا بریں یک نفس است این یک نفس عزیز را خوش می دار
(۱۳۲)	ایضاً	آن لعل گراں باز گانی و گراست اندیشہ این و آن خیال من دست
(۱۳۳)	ایضاً	امروز کہ نوشت جوانی من است عیش کفید ترا کہ تلخ است خوش است
(۱۳۳)	ایضاً	ساقی دل چو زمانہ می کند غمناک است بر سبزہ نشیں و خوش بزمی رونے چند
(۱۳۵)	ایضاً	جزئی حکمے کہ حکم را شاید پیست ہر چیز کہ است آں چنان می باہر
(۱۳۶)	ایضاً	ساقی بہ بہشت اینمہ مشتاقی پیست جنسے وساقی بود و باقی پیست

ایںجاستے وساقی و آنجاست ہیں  
پس در دو جہاں بانے وساقی پیست  
ساقی دل من کہ شادی از غم شناخت  
مے دہ کہ دم صبح جاں بخش دم است  
ساقی قدمے کہ آنکہ این خاک سیرت  
معمور بود بشاہر و بادہ جہاں  
از منزل کفر تا بریں یک نفس است  
این یک نفس عزیز را خوش می دار  
آن لعل گراں باز گانی و گراست  
اندیشہ این و آن خیال من دست  
امروز کہ نوشت جوانی من است  
عیش کفید ترا کہ تلخ است خوش است  
ساقی دل چو زمانہ می کند غمناک است  
بر سبزہ نشیں و خوش بزمی رونے چند  
جزئی حکمے کہ حکم را شاید پیست  
ہر چیز کہ است آں چنان می باہر  
ساقی بہ بہشت اینمہ مشتاقی پیست  
جنسے وساقی بود و باقی پیست

ساقی مے و ہر جا کہ تدم نی یقین می بندار  
در وقت خود او بزرگواری بود است  
کان دست کریم شہسوار می بود است  
یک جرعه ز مے ز ملک کاوس بہ است  
ہر تالہ کہ رندے بگر گاہ ز نر  
وز نخت قباد و ملک طوس بہ است  
از طاعت اہران سالوس بہ است  
شیر تالہ ماشق بر آرد بحر (۱۲۳)  
ز تار مغاں را بیاں بستم چست  
شاگرد خرا بات ز بد تالی من  
بنخانہ و کعبہ خانہ بندگی است  
محراب کلیسا و شیخ و صلیب  
تا قوس زدن ترانہ بندگی است  
حقاکہ ہم نشانی بندگی است  
ساقی قدمے کہ کار عالم نفسے است  
خوش باش زہر پویش آید ز جہا  
گر شادی از و یک نفس آن نیز ہے است  
ہرگز نشود چنانکہ و خواہ کے است  
ساقی مے ما ز ماریں پر خوش است  
سر چشمہ رفیق جز بربیل تو نیست  
چشم زسد کہ چہما در ہے است  
صد خضر و سحج جبرہ نوش مے است  
ساقی دل ما سوخته از مشتاقیت  
جاں دادن امید است مراد قدمت  
باز آ کہ طیب درد متاں ساقیت  
تا جاں بودم امید آری باقیست  
ساقی بہ بہشت اینمہ مشتاقی پیست  
جنسے وساقی بود و باقی پیست

ساقی مے و ہر جا کہ تدم نی یقین می بندار  
در وقت خود او بزرگواری بود است  
کان دست کریم شہسوار می بود است  
یک جرعه ز مے ز ملک کاوس بہ است  
ہر تالہ کہ رندے بگر گاہ ز نر  
وز نخت قباد و ملک طوس بہ است  
از طاعت اہران سالوس بہ است  
شیر تالہ ماشق بر آرد بحر (۱۲۳)  
ز تار مغاں را بیاں بستم چست  
شاگرد خرا بات ز بد تالی من  
بنخانہ و کعبہ خانہ بندگی است  
محراب کلیسا و شیخ و صلیب  
تا قوس زدن ترانہ بندگی است  
حقاکہ ہم نشانی بندگی است  
ساقی قدمے کہ کار عالم نفسے است  
خوش باش زہر پویش آید ز جہا  
گر شادی از و یک نفس آن نیز ہے است  
ہرگز نشود چنانکہ و خواہ کے است  
ساقی مے ما ز ماریں پر خوش است  
سر چشمہ رفیق جز بربیل تو نیست  
چشم زسد کہ چہما در ہے است  
صد خضر و سحج جبرہ نوش مے است  
ساقی دل ما سوخته از مشتاقیت  
جاں دادن امید است مراد قدمت  
باز آ کہ طیب درد متاں ساقیت  
تا جاں بودم امید آری باقیست  
ساقی بہ بہشت اینمہ مشتاقی پیست  
جنسے وساقی بود و باقی پیست











(۱۶۶)	رباعی	ساقی که لبش مهنج با قوت است هر کس که نشکسته بطوفان غمش
(۱۶۸)	ایضاً	دل را غم او قوت جهان اوقت است در کشتی نوح زنده در تابوت است
(۱۶۹)	ایضاً	بر کن قده که جان شیرین نیست مستوقه بجام خوردن آئین نیست
(۱۷۰)	ایضاً	در هیچ سر نیست که اسیر نیست هر طائفه که در راه در پیش است
(۱۷۱)	ایضاً	دل را خبر از اندک و بیای نیست اگر نه در راه عشق را که سالک نیست
(۱۷۲)	ایضاً	چندین تم گلاب که با او نیست بیل بزبان حال با او نیست
(۱۷۳)	ایضاً	بد نامی من ز عرش و کرسی بگذشت نی ایچ خوشی نیست اگر دست دهد
(۱۷۴)	ایضاً	ساقی دل من ز مرده فرسوده تر است هر چند بخون دیده و امن شویم
(۱۷۵)	ایضاً	ساقی مذار غم تو ام آه که نیست مقصود منی و جز تو کس در دل من
(۱۷۶)	ایضاً	ساقی دل من ز دوست اگر خواهد رفت بخواست بجز خود بد خواهد رفت

ساقی که لبش مهنج با قوت است  
هر کس که نشکسته بطوفان غمش  
دل را غم او قوت جهان اوقت است  
در کشتی نوح زنده در تابوت است  
بر کن قده که جان شیرین نیست  
مستوقه بجام خوردن آئین نیست  
در هیچ سر نیست که اسیر نیست  
هر طائفه که در راه در پیش است  
دل را خبر از اندک و بیای نیست  
اگر نه در راه عشق را که سالک نیست  
چندین تم گلاب که با او نیست  
بیل بزبان حال با او نیست  
بد نامی من ز عرش و کرسی بگذشت  
نی ایچ خوشی نیست اگر دست دهد  
ساقی دل من ز مرده فرسوده تر است  
هر چند بخون دیده و امن شویم  
ساقی مذار غم تو ام آه که نیست  
مقصود منی و جز تو کس در دل من  
ساقی دل من ز دوست اگر خواهد رفت  
بخواست بجز خود بد خواهد رفت

(۱۶۵)	رباعی	صوفی که چو ظرف تنگ از خویش پر است یک جرعه اگر دهی بسر خواهد رفت
(۱۶۶)	ایضاً	ساقی گل سبزه بس طربناک شد است در یاب که هفته در خاک شده است
(۱۶۷)	ایضاً	ساقی می که نه یار و دین من است گویند که پادشاه خوار را دین نیست
(۱۶۸)	ایضاً	ساقی که هلاکم ز نسیم هجران است هر جا که روی دست من و دامن است
(۱۶۹)	ایضاً	در عالم بوفای که منزل که ما است چون رفت تو ماه نیست و دشمن گفتم
(۱۷۰)	ایضاً	آن پاد که قابل صور با است بذات تا ظن زبری که هست گرد و دهبیات
(۱۷۱)	ایضاً	عمر نیست که مداحی می ورد من است ز باهر اگر استاد تو عقل است اینجا
(۱۷۲)	ایضاً	در صومعه و مدرسه و دیر و کنشت آن کس که ز اسرار خدا با خبر است
(۱۷۳)	ایضاً	ساقی که هلاکم ز نسیم هجران است هر جا که روی دست من و دامن است

صوفی که چو ظرف تنگ از خویش پر است  
یک جرعه اگر دهی بسر خواهد رفت  
ساقی گل سبزه بس طربناک شد است  
در یاب که هفته در خاک شده است  
ساقی می که نه یار و دین من است  
گویند که پادشاه خوار را دین نیست  
ساقی که هلاکم ز نسیم هجران است  
هر جا که روی دست من و دامن است  
در عالم بوفای که منزل که ما است  
چون رفت تو ماه نیست و دشمن گفتم  
آن پاد که قابل صور با است بذات  
تا ظن زبری که هست گرد و دهبیات  
عمر نیست که مداحی می ورد من است  
ز باهر اگر استاد تو عقل است اینجا  
در صومعه و مدرسه و دیر و کنشت  
آن کس که ز اسرار خدا با خبر است  
ساقی که هلاکم ز نسیم هجران است  
هر جا که روی دست من و دامن است

ساقی که لبش مهنج با قوت است  
هر کس که نشکسته بطوفان غمش  
دل را غم او قوت جهان اوقت است  
در کشتی نوح زنده در تابوت است  
بر کن قده که جان شیرین نیست  
مستوقه بجام خوردن آئین نیست  
در هیچ سر نیست که اسیر نیست  
هر طائفه که در راه در پیش است  
دل را خبر از اندک و بیای نیست  
اگر نه در راه عشق را که سالک نیست  
چندین تم گلاب که با او نیست  
بیل بزبان حال با او نیست  
بد نامی من ز عرش و کرسی بگذشت  
نی ایچ خوشی نیست اگر دست دهد  
ساقی دل من ز مرده فرسوده تر است  
هر چند بخون دیده و امن شویم  
ساقی مذار غم تو ام آه که نیست  
مقصود منی و جز تو کس در دل من  
ساقی دل من ز دوست اگر خواهد رفت  
بخواست بجز خود بد خواهد رفت











(۲۱۳)	رباعی	سحر آرخ خود ز ابرو روز بشت با سبز خطی به سبزه زانکے سے خور	برخیز و به جام باده کن عهد درست بر یاد کسی که سبزه از خاکش رست
(۲۱۴)	ایضاً	تا چند زخم بروی دریا باخشت امشب من و سیمبر جو اتان گنشت	نوسید نیم جویت پر تان ز گنشت میخواهم و معشوق پوزخ چه بشت
(۲۱۵)	ایضاً	هر کورنی ز عقل در دل بنگاشت یا در طلب ضلالت بزداں کوشید	یک روز عمر خویش ضلالت گنشت یا راحت جان گزید ساغر برداشت
(۲۱۶)	ایضاً	کے دل بر اول که در سوئے نیست روئے که تو بے عشق بسر خواهی برد	سو زاده عهد دل فروزی نیست ضلع ترازاں روز ترا روئے نیست
(۲۱۷)	ایضاً	من بنده ما صمیم رفاقت کجا است مارا تو بهشت اگر به طاعت بخشی	تا ریک لم نور صفاقت تو کجا است این مزد بود لطف و عطف تو کجا است
(۲۱۸)	ایضاً	تا کے ز چرخ مسجد و دود گنشت رو بر سر لوح ہیں کہ استا و قضا	تا کے ز زبان دوزخ و سود و بهشت اندر ازل انچه بودنی بود نوشت
(۲۱۹)	ایضاً	هر دل که در و ما به سیرید کم است جز خاطر فرایغ که نشاطے دارد	بیچاره همه عمر ندیم ندیم است باقی همه عمر هر چه هست اسیب عم است
(۲۲۰)	ایضاً	در مجلس هر ساز مستی پست است نه چنانکے نه نالے نه دلم درد مست است	

سه روز دبا  
گشت زین من در دیو  
کام که با گشت تا زده  
سه طلبت که کرد  
دیگ عشقند بی عشق  
بغی از نگرانی کا ایک دن  
بغی صانع نہیں کیا یا زود  
مذاک رفتی که گشت  
بسیب یا پیش روی  
بین طوت رسا  
سه جول که آسین  
تجربہ کی خواہش نہیں  
تو وقت سپان  
تو در  
رہا جو دل سے بکر  
فانغ سے جو تمام  
چیزیں باعث رخ  
ہیں عبدالباری  
جیسی

(۲۲۱)	رباعی	از زمان ہمس ترک سے پرستی کر دند جز محتسب شمر کہ دائم مست است	
(۲۲۲)	ایضاً	از بار مقی بسی ساقی مانده است از بادہ دوشس یک منے بیش نماز	وز صحبت عمر یوفانی مانده است از عمر ندانم کہ چه باقی مانده است
(۲۲۳)	ایضاً	نفست بسک خانه ہی ماند رست رو به صفت است خواب خرگوش دہر	جز بانگ میان تھی از ویج نہ غامت آشوب یلنگ در دگر گ نہ غامت
(۲۲۴)	ایضاً	پرخون نہ فرقت جگری نیست کہ نیست با آنکہ نداری سر سوداے کے	شیدے تو صاحب نظری نیست کہ نیست سودے تو در بیج سری نیست کہ نیست
(۲۲۵)	ایضاً	از آتش آس طائفہ جز دودے نیست دستے کہ زد مست چرخ بر سر ارم	وز بیج کسم امید بودے نیست در دامن ہر کہ میز نم سوئے نیست
(۲۲۶)	ایضاً	بیگانہ اگر وفا کند خویش من است گر زہر موافقت کند تریاق است	وز خویش جفا کند بداندیش من است وز نوش مخالفت کند ندیش من است
(۲۲۷)	ایضاً	تا بتوانی عنم جہاں ہیج سنج خوش میجو رومے بخش دریں دار سنج	بر دل منہ از اندہ نا آندویج با خود بتری گر چه بسے داری گنج
(۲۲۸)	ایضاً	بگر ز جہاں چه طرف برستم ہیج شمع طربم دے جو شستم ہیج	وز حاصل عمر چیست در دستم ہیج من جام جم دے جو شکستم ہیج

سه تجر نفس  
است سب طبع جو جوان  
جو کجا با تاشا جو اور  
اسی آواز سے کوئی  
فانغ نہیں جو بکارتی  
دو طری سب طبع جو اور  
بغی صانع نہیں کیا یا زود  
مذاک رفتی کہ گشت  
بسیب یا پیش روی  
بین طوت رسا  
سه جول کہ آسین  
تجربہ کی خواہش نہیں  
تو وقت سپان  
تو در  
رہا جو دل سے بکر  
فانغ سے جو تمام  
چیزیں باعث رخ  
ہیں عبدالباری  
جیسی

کے دل بر اول کہ در سوئے نیست  
روئے کہ تو بے عشق بسر خواهی برد  
من بنده ما صمیم رفاقت کجا است  
مارا تو بهشت اگر به طاعت بخشی  
تا کے ز چرخ مسجد و دود گنشت  
رو بر سر لوح ہیں کہ استا و قضا  
هر دل که در و ما به سیرید کم است  
جز خاطر فرایغ که نشاطے دارد  
در مجلس هر ساز مستی پست است  
نه چنانکے نه نالے نه دلم درد مست است



گو مطربے سے تا بدیم داد صبح	خوش وقت دلی کے کند یاد صبح
بارا بجاں سے چیز می باید خوش	سستی دعا شقی و سر یاد صبح
(۲۳۸)	رباعی
لے عارض تو نمانده بر سرین طرح	رے تو ننگ بر بتان چین طرح
چون صحرای رود (۲۳۹)	ایضا
چون می گذرد عمر چه شیرین چه تلخ	بیان چو پرتو شود چه بغداد و چه بلخ
(۲۳۷)	ایضا
قدر گل دل با ده پرستان دانند	ز تنگد لان و تنگد ستاں دانند
(۲۳۱)	ایضا
ز آوردن من نبود گرد و دل را سود	وز بردن من جاہ و جلالش نبرد
(۲۳۲)	ایضا
بوس خوش گل بزخم خارے ارزد	گر با ده خوری ہم بخارے ارزد
(۲۳۳)	ایضا
آنکس که زمین چرخ و افلاک نهاد	بس داغ که او بردل غمناک نهاد
(۲۳۴)	ایضا
خورشید کند صبح بر بام افکند	کیخسرو روز با ده در جام افکند

مگر در بی تو خواجه شیرین بود  
 تیغ و نیزه بر طبع گذر فانی انداز  
 پیش و پشت که در دو سو  
 نیک پند است بجهان کجی پند  
 دست که صورت میں ہو گا اور  
 کبھی نہیں پانچ پھلادن ہو گا  
 مگر میری پیدائش سے  
 دنیا کو کیا آسمان کو کیا نام کو  
 پہنچا اور میری بارگاہ سے  
 آسمان کو کیا اور میں نے  
 کسی سے بیعت نہیں کی کہ  
 بیعت لائے یعنی پیدائش  
 سے کیا فائدہ ہوا اور میری بارگاہ  
 سے کیا نتیجہ نکلا اور میری چوٹی  
 کی خوشبو کی خوشبو کی خوشبو  
 کو چاہے جلتے اور شراب  
 گر پیے تو اتنی تکلیف ہی ہوتی  
 کہ آگ کی بات نہیں کہ نامہ  
 سیرت و دست کہ  
 سیرت و دست کہ ہزار  
 مان تارہ اور میں کیا  
 اسکی توفیق نہیں ہو  
 سر کا غبار کیا  
 عبدالرحمن آقا

دست چومنے کہ جام و ساغر گیرد	رباعی (۲۳۵)
تو زاہد خشکی و مسنم فاسق تر	حیف است کہ آن ز باوہ کتر گیرد
(۲۳۶)	ایضا
ز ان پیش کہ نام تو ز عالم برود	مے خور کہ چو میرسد بدل غم برود
(۲۳۷)	ایضا
بگذار و گبر زانکہ معلوم شد	وز معصیت کہ رفت نقصانے بود
(۲۳۸)	ایضا
چون رزق تو آنچه بدل قیمت فرمود شود	یک ذرہ نہ کم شد و نخواہد افزود
(۲۳۹)	ایضا
جاہم بغدادے آنکہ او اہل بود	سرد قدمش اگر ہم سہل بود
(۲۴۰)	قطعه
آنکس که کمن شدند و آنان که نوند بناد	ہر یک بر آد خویش یک یک بدوند
(۲۴۱)	رباعی
مے گر چه حرام است وے تاکہ خورد	وانگاہ چہ صفت دارد گر باک خورد

دست چومنے کہ جام و ساغر گیرد  
 تو زاہد خشکی و مسنم فاسق تر  
 ز ان پیش کہ نام تو ز عالم برود  
 بگذار و گبر زانکہ معلوم شد  
 چون رزق تو آنچه بدل قیمت فرمود شود  
 جاہم بغدادے آنکہ او اہل بود  
 آنکس که کمن شدند و آنان که نوند بناد  
 مے گر چه حرام است وے تاکہ خورد  
 عبدالرحمن آقا

دست چومنے کہ جام و ساغر گیرد  
 تو زاہد خشکی و مسنم فاسق تر  
 ز ان پیش کہ نام تو ز عالم برود  
 بگذار و گبر زانکہ معلوم شد  
 چون رزق تو آنچه بدل قیمت فرمود شود  
 جاہم بغدادے آنکہ او اہل بود  
 آنکس که کمن شدند و آنان که نوند بناد  
 مے گر چه حرام است وے تاکہ خورد  
 عبدالرحمن آقا











گر دوں ز زمین سبج گلے بر نارد	کس نشکند و باز بگل سپارد
گر آبر چو آب خاک را بر دارد	تا حشر هم خون عزیزان بار دارد
(۲۶۳)	رباعی
ز آن سر بگلی که پیر و هفتاں دارد	پژگن که دلم سبیل سزاوار دارد
از سر گل آرزو بر کن که جهاں	در ز پر گل آرزو سزاوار دارد
(۲۶۴)	ایضاً
رؤنی که جزئی هر صفت خواهد بود	قدر تو بقدر معرفت خواهد بود
در حسن صفت کوش که در روز جزا	حشر تو بصورت صفت خواهد بود
(۲۶۵)	ایضاً
ز آن پیش که غمناک بشیخون آرنند	فرمانی که تاباده گلگون آرنند
تو زنده ای غافل نادان که ترا	در خاک نهند و باز بیرون آرنند
(۲۶۶)	ایضاً
چون مرده شوم خاک مرا گم سازند	احوال مرا عبرت مردم سازند
پس خاک کلمه بیاوه آغشته کنند	وز کالبدم خشت بر خرم سازند
(۲۶۷)	ایضاً
قوس ز گزاف در غرور افتادند	قوس ز پے حور و قصور افتادند
معلوم شود چو پردہ بردارند	کز کوس تو دور دور افتادند
(۲۶۸)	ایضاً
توبه نکند هر که تباختش باشد	از بادیه که چون آب حیانتش باشد
اندر رمضان اگر کسی توبه کند	بلکه ز نماز با نجاتش باشد
(۲۶۹)	ایضاً
منه باید خورد و کام دل باید راند	در دل نتوان رخت اندوه نشانند
همواره کتاب صفت میباید خواند	پیدا است که چند در جهاں خواهی ماند

سلسله بی بی بنام  
کوی بی بی بنام  
چو کلمه بر خاک بی  
نه بی نام او اگر در این  
آید خاک کوه خلعت تو  
بیند که در شرف یک  
فردی تو بر این نام  
بوی خاک در بی نام  
زینان خاک کوه خلعت تو  
سلسله بی بی بنام  
که صفت کی جزو جگانه  
بینی جبهه بود گانه  
تیری صفت کی بی بی  
تیرا خورشید گانه  
بیک تو صفت کی  
کوشش از می  
بر این کوه در جگانه  
سلسله اس است بی

کسی که بوی تو را  
نرسد از بی بی  
شربت بی بی بنام  
چو کلمه بر خاک بی  
نه بی نام او اگر در این  
آید خاک کوه خلعت تو  
بیند که در شرف یک  
فردی تو بر این نام  
بوی خاک در بی نام  
زینان خاک کوه خلعت تو  
سلسله بی بی بنام  
که صفت کی جزو جگانه  
بینی جبهه بود گانه  
تیری صفت کی بی بی  
تیرا خورشید گانه  
بیک تو صفت کی  
کوشش از می  
بر این کوه در جگانه  
سلسله اس است بی

(۲۸۰)	رباعی
دقته که طلوع صبح ازرق باشد	باید به گفت جام مرقوم باشد
گویند که حق تلخ بود در افواه	باید که برین دلیل می حق باشد
(۲۸۱)	ایضاً
از بادیه شب اگر خمارم نبود	می خوردن روز اختیارم نبود
گفتی بکن اختیار می خوردن روز	در خوردن روز بخت یارم نبود
(۲۸۲)	ایضاً
در دهر چو آوازه گل تازه دهنند	فرمانی بتا که می با نوازه دهنند
از دوزخ و از بهشت از حور و قصور	فارغ بنشین که آن بر آوازه دهنند
(۲۸۳)	ایضاً
گویند بهشت محورین خواهد بود	و انجاست نایب انگبین خواهد بود
گر تاسی و معشوق پرستیم رواست	چون عاقبت کار همی خواهد بود
(۲۸۴)	ایضاً
آن روز که تو سن فلک زین کردند	آرایش مشتری و پروین کردند
این بود نصیب ما ز دیوان قصنا	مارا چه گفت قسمت ما این کردند
(۲۸۵)	ایضاً
آنها که کشنده شراب ناسند	و آنها که بشب مدام در محرابند
بر خشک کی نیست هم در آبد	بیدار کی است دیگران در خوابند
(۲۸۶)	ایضاً
منه خورد که من بے سما خواهد شد	خوش زنی که می بے سما خواهد شد
بر طرف چمن ز زندگانی بر خور	زیرا که چمن بے جو ما خواهد شد
(۲۸۷)	ایضاً
شب نیست که آه من بجز از رسد	وز گریه من سبیل بدر یا نرسد

سلسله بی بی بنام  
کوی بی بی بنام  
چو کلمه بر خاک بی  
نه بی نام او اگر در این  
آید خاک کوه خلعت تو  
بیند که در شرف یک  
فردی تو بر این نام  
بوی خاک در بی نام  
زینان خاک کوه خلعت تو  
سلسله بی بی بنام  
که صفت کی جزو جگانه  
بینی جبهه بود گانه  
تیری صفت کی بی بی  
تیرا خورشید گانه  
بیک تو صفت کی  
کوشش از می  
بر این کوه در جگانه  
سلسله اس است بی

کسی که بوی تو را  
نرسد از بی بی  
شربت بی بی بنام  
چو کلمه بر خاک بی  
نه بی نام او اگر در این  
آید خاک کوه خلعت تو  
بیند که در شرف یک  
فردی تو بر این نام  
بوی خاک در بی نام  
زینان خاک کوه خلعت تو  
سلسله بی بی بنام  
که صفت کی جزو جگانه  
بینی جبهه بود گانه  
تیری صفت کی بی بی  
تیرا خورشید گانه  
بیک تو صفت کی  
کوشش از می  
بر این کوه در جگانه  
سلسله اس است بی







(۳۰۳)	رباعی	مے خور که ز تو قلت و کثرت به برد پرهیز کن ز کیمیا که از و	واندیش هفتاد و دو دولت به برد یک جرعه مے هزار علت به برد
(۳۰۴)	ایضاً	چون شاد روح خانه پرواز شود این ساز وجود چار ابریشم طبع	هر چیز باصل خویش تن باز شود از زخمه روزگار بے ساز شود
(۳۰۵)	ایضاً	گویند ازاں کسان که با پرهیزند ما بامے و معشوق از انیسیم بدم	ز انساں که بمیزند چنان بر خیزند تا بو که بچشم ما چنان انگیزند
(۳۰۶)	ایضاً	مے همفان مرابے قوت کنید چون فوت شوم بباده شوید مرا	دین چهره کس با چو یا قوت کنید وز چوب رزم سخته تا بوت کنید
(۳۰۷)	ایضاً	انزیشه جرمم چو بخاطر گذرد لیکن شرطی است بنده چون تو بکند	از آتش سینہ آیم از سر گذرد مخدوم به لطف از سر کن در گذرد
(۳۰۸)	ایضاً	یک جام هزار مرد بادین از زد در مے زمین سپیت ز باده خوشتر	یک جرعه مے مملکت چیں از زد تیلخه که هزار جان شیریں از زد
(۳۰۹)	ایضاً	چون عشق ازل بود مرا نشا کرد وانگاه تشریفه ز قلب مرا	بر من ز نخست درس عشق اطلاق کرد مفتاح خزائن در مے مے کرد
(۳۱۰)	ایضاً	در سیکه جز بے وضو نتوان کرد واں نام که ز شمت شد نگو نتوان کرد	

مے خور که ز تو قلت و کثرت به برد  
پرهیز کن ز کیمیا که از و  
چون شاد روح خانه پرواز شود  
این ساز وجود چار ابریشم طبع  
گویند ازاں کسان که با پرهیزند  
ما بامے و معشوق از انیسیم بدم  
مے همفان مرابے قوت کنید  
چون فوت شوم بباده شوید مرا  
انزیشه جرمم چو بخاطر گذرد  
لیکن شرطی است بنده چون تو بکند  
یک جام هزار مرد بادین از زد  
در مے زمین سپیت ز باده خوشتر  
چون عشق ازل بود مرا نشا کرد  
وانگاه تشریفه ز قلب مرا  
در سیکه جز بے وضو نتوان کرد  
واں نام که ز شمت شد نگو نتوان کرد

بیا تو بیسایه بپوش  
عشق ازل که نگویند  
از مے کوهی که زک  
سختی بنادیاقت لاف  
کوهی که از او تلب  
آب که مے معنی بی  
آب که مے معنی بی

(۳۱۱)	رباعی	مے ده که کنوں پرده مستوری ما بر دیده چنین شد که رفون توان کرد	
(۳۱۲)	ایضاً	عید آمد و کار را انگو خواهد کرد افسار نماز و پوز بند روزه	آیند و میان جان و تن فرق نهند گرچه بچو خرد و سم ازه بر سرق نهند
(۳۱۳)	ایضاً	مگذار که غصت در حصارت گیرد مے خور کنار سبزه و آب و اداں	واندوه محال روزگار ت گیرد زاں پیش که خاک در کنارت گیرد
(۳۱۴)	ایضاً	گویند بچشم گفتگو خواهد بود از خیر محض حسرت نکوے ناید	واں یا عزیز تنده خو خواهد بود خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود
(۳۱۵)	ایضاً	خوش باش که ماه عید نو خواهد شد مے ساقی اگر باده دهی ورنه دهی	بے کاری ما بکار او خواهد شد میداں که سر جلد فرو خواهد شد
(۳۱۶)	ایضاً	در وقت اجل چو کارم آماده کنند در خاک کج چو خشت خواهند نهاد	در بستر خاکم از رخ ساده کنند ز نهار که آب و گلش از باده کنند
(۳۱۷)	ایضاً	گر یک نفست ز زندگانی گذرد ز نهار که سر مایه این ملک جهاں	مگذار که جز بشا دامانی گذرد عمر است چنان کش گذرانی گذرد
(۳۱۸)	ایضاً		

مے ده که کنوں پرده مستوری ما  
بر دیده چنین شد که رفون توان کرد  
عید آمد و کار را انگو خواهد کرد  
افسار نماز و پوز بند روزه  
مگذار که غصت در حصارت گیرد  
مے خور کنار سبزه و آب و اداں  
گویند بچشم گفتگو خواهد بود  
از خیر محض حسرت نکوے ناید  
خوش باش که ماه عید نو خواهد شد  
مے ساقی اگر باده دهی ورنه دهی  
در وقت اجل چو کارم آماده کنند  
در خاک کج چو خشت خواهند نهاد  
گر یک نفست ز زندگانی گذرد  
ز نهار که سر مایه این ملک جهاں  
مگذار که جز بشا دامانی گذرد  
عمر است چنان کش گذرانی گذرد

بیا تو بیسایه بپوش  
عشق ازل که نگویند  
از مے کوهی که زک  
سختی بنادیاقت لاف  
کوهی که از او تلب  
آب که مے معنی بی  
آب که مے معنی بی



دادم بامید روزگارے بر باد	نابوده ز روزگار خود روز شاد
ز ان می ترسم که روزگارم ندم	چندانکه ز روزگار بستانم داد
(۳۱۹)	رباعی
یک روز فلک کار مرا سازنه کرد	هرگز سے من سے خوش آواز نه کرد
یک دم نفی از سر شادی ندم	کان دزد که صد در غم بازنه کرد
(۳۲۰)	ایضاً
مے باید بود و مرفے باید بود	سرتا بقدم بردمے باید بود
دایم سبقے ز عشق مے باید خواند	در کوچه دوست گردمے باید بود
(۳۲۱)	ایضاً
مکسین تن من که در غریبی فرسود	آواره ز خانماں مے دارد سود
عمرم بگذشت و یک ماں شاد نبود	تا عاقبتم اجل کجا خواهد بود
(۳۲۲)	ایضاً
آورد باضطر ایام اول بوجود	جز حیرتم از حیات چیزے نفرود
رفتم باکراه و ندانیم چه بود این	زین آمدن و بودن و رفتن مقصود
(۳۲۳)	ایضاً
آنها که بفرستنی گفتند	در ذات حشر و ندم سخنها گفتند
سرشته اسرار ندانست کسے	اول ز نخ زدن و آخر خفتند
(۳۲۴)	ایضاً
آنها که خلاصه جهاں ایشانند	بر اوج فلک براق همت رانند
در معرفت ذات تو مانند فلک	سرگشته و سرنگوں و سرگردانند
(۳۲۵)	ایضاً
از مے طرب نشا ط و مردی خیزد	در جمع کتب خشکی و سوری خیزد
رو باد به بخور که خسته و خواهی ماند	کز خوردن سبزہ روع زری خیزد

عقل و دل میں  
جب پیر کی ایک تو بیخود  
اضطراری پیدا کیگی  
اور مضطر پیدا ہو کر پیری  
زندگی کا کچھ کوئی فوٹو لا  
کہ پیری تیری بڑھ گئی  
اور جو تک کہ میں نہ رہا  
عالم جہت میں باہر فر  
جب سبھی پیراں سے  
باہر پڑا تو زبردستی کے  
ساتھ گیا میں کچھ نہیں  
سمجھا کہ اس بڑھتی کے  
ساتھ عالم وجود میں  
لانے اور زبردستی  
پہاں سے لجا بنے کے  
مستی کیا تھے  
پیرا ہی حد آتی ہیں  
واقع ہوئی جو مصلحت  
جو کہ دنیا کے جوئے  
بے فائدہ ہیں بھی  
میری معرفت میں جاننے  
اور سرگرداں ہیں  
عبدالباری رحیمی

(۳۲۶)	رباعی
بیمارم و بت در امتحانم دارد	تا خوردن مے قصد بجانم دارد
دین طرفہ نگر کہ ہر چہ در بیماری	جز بادہ خورم ہمہ زیانم دارد
(۳۲۷)	ایضاً
بر رفے نکوے و لب جوے گل دزد	تا بتوانم عیش و طرب خواہم کرد
تا بودہ ام و با شتم و خواہم بودن	مے خوردہ ام مے خورم خواہم خورد
(۳۲۸)	ایضاً
خوش باش کہ عالم گزراں خواهد بود	بر چرخ قرآن اختران خواهد بود
خستے کہ ز قالب تو خواہست نردن	بنیاد سربے دیگران خواهد بود
(۳۲۹)	ایضاً
ماہ رمضان چنانکہ اسال آمد	بر پائے خرد بند گراں حال آمد
لے بار خدک خلق را غافل ساز	چندانکہ گماں کنند سوال آمد
(۳۳۰)	ایضاً
افسوس کہ نامہ جوانی طے شد	وین تازہ بہار ارغوانی وے شد
واں مرغ طرب کہ نام او بود شباب	ہیہات ندانم کہ کے آمد کے شد
(۳۳۱)	ایضاً
مے خوارہ اگر عسنی بود عور شود	وز ہر بدہ اش جہاں پراز شور شود
در حقہ لعل از ان ز مرد در یزم	تا دیدہ افنی عسمن کور شود
(۳۳۲)	ایضاً
ہر لذت و راحت کہ حلاقی نہاد	از بہر مجرداں آفاق نہاد
ہر کس کہ ز طاق منقلب گشت چفت	آسائش خود بہر دو بر طاق نہاد
(۳۳۳)	ایضاً
فردالم سراق طے خواہد شد	باطلاع معد قصد مے خواہد شد

عقل و دل میں  
اور بت پر امتحان مے  
رباعیات عمر خیام  
شراب نہیں پیئے دنیا  
پیر میں جاہوں ورت  
پیر امتحان کر رہی  
اور شراب پیئے پیری  
جان نقصان پہنچا  
اور عیبیت پیر کہ  
بظلم میں بیماری میں  
شراب کے پیرا پیرا ہوں  
دہ ہر چہ بظلم کہ نقصان  
کرتی جو اسے گل درد  
کے معنی گلاب کی پھول کا  
ہیں اسے خوش رہ  
کہ دنیا بھی بسطوں  
قائم لایکی اور آسمان پر  
تاروں کا قرآن مدتوں  
ہلک ہو گیا تیرے جسم کی

عقل و دل میں  
کی بنا دیکھی باہر  
دینی نام رفتی قرآن  
دست میں جو وقت خون  
تو اس کا پیرا پیرا  
میں وہ آرام خانہ  
کھدیا اسے  
اور سرگرداں ہیں  
عبدالباری رحیمی



معتشوقه موافق است و ایام بجام	اکنوں نہ کنم نشاط کے خواہ ہر شد
(۳۳۳)	رباعی
موجود حقیقی بحسب زانسان نبود	برہم کسے این سخن آساں نبود
یک جرعه ازین شرابے غش مے کش	تا خلق خدا پیش تو یکساں نبود
(۳۳۵)	ایضا
چوں نیست درین زمانہ سوئے ز خورد	جز بے خورد از زمانہ برے نخورد
پیش آرازا کہ او حسرت را ببرد	تا بوقت زمانہ سوئے ما برنگورد
(۳۳۶)	ایضا
پیوستہ خرابات ز رنداں خوش باد	در دامن زہد ز اہدای آتش باد
آں دل بقصد پارہ و آن صوف کہ بود	افکنده بزیر پای در مے کش باد
(۳۳۷)	ایضا
در دہر کے گلعدائے نہ رسید	تا بردش از زمانہ خارے نہ رسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شلخ نہ شد	دستش بس زلف نگارے نہ رسید
(۳۳۸)	ایضا
در سر ہوس بتاں چوں حورم باد	بر دست ہمیشہ آب انگورم باد
گویند مرا کہ ایزد ت تو بہ د باد	او خود بد ہر من نہ کنم دورم باد
(۳۳۹)	ایضا
از آبت عدم تخم مرا کاشتہ اند	از آتش غم روح من فراشتہ اند
سرگشتہ چو باد می دوم گرد جہاں	تا خاک من از چہ جاب برداشتہ اند
(۳۴۰)	ایضا
قوسے کہ بجواب مرگ سر باز نہند	تا حشر ز قال قبیل خود باز رہند
تا کے گونی خبر کے باز نہ داد	در بے خبری از چہ خبر باز دہند
(۳۴۱)	ایضا

سے جگہ کی زبان  
 بر غش کی کوئی فائدہ  
 نہیں ہے اور غم کے  
 کسا زانسان کوئی منفی  
 نہیں ہوتا تو غم کو وہ چیز  
 ہے جو غش کو مٹا کر دیتا ہے  
 مگر اس کی زبان  
 زمانہ ہم پر دم کس  
 سے دماغ پر بار بار  
 کہ خدا کے بیجا  
 زبان ابدہ کش سے  
 ہمیشہ ابدہ اور زانسان  
 کے دامن میں گئے  
 وہ سوچو بڑی کڑی  
 ایک تپت پینے والے  
 کے چین میں بیٹھی ہو  
 مے بہرہ دہو کا  
 تخم جو پیا گیا جو  
 دم کا اپنی دیا جو  
 اور عمر کے یہی بیخ  
 کو مٹا دیا اور اس کے گرد  
 کی طرح جہاں کے گرد  
 کی طرح خاک کے  
 کی طرح ہوا کے

کے ساتھ ساتھ  
 کی طرح ہوا کے  
 کی طرح خاک کے  
 کی طرح ہوا کے

تو بہ کن از مے اگر ت مے باشد	صد تا تب باوغات در مے باشد
گل جامہ دران بلبلاں نعرہ زناں	در وقت چنین تو بہ روا کے باشد
(۳۴۲)	رباعی
تایا شراب جانفزا یم نہ دہد	صد بوسہ فلک بر سر و پا یم نہ دہد
گویند کہ تو بہ کن اگر وقت آید	چوں تو بہ کنم اگر حسرت ا یم نہ دہد
(۳۴۳)	ایضا
کس را پس پردہ قضا راہ نہ شد	وز سر حسرت اہیج کس آگاہ نہ شد
ہر کس ز سر قیاس چیزے گفتند	معلوم نہ گشت و قصہ کوتاہ نہ شد
(۳۴۴)	ایضا
یک نان بدو روز گر شود حاصل مرد	وز کوزہ اشکتہ دم آبے سرد
ماور کس دگر چہ را باید بود	یا خدمت چوں خودی چہ را باید کرد
(۳۴۵)	ایضا
چنداں برواں ہ کہ دوئی بر خیزد	گر نیست دوئی نہ ہر دی بر خیزد
تو او نشوی دلیک گر جہد کنی	جائے برسی کز تو توئی بر خیزد
(۳۴۶)	ایضا
بامے کنار جوے مے باید بود	از غصہ کنارہ جوے مے باید بود
این زہمت عمر ما چو گل دوروزست	خنداں لب تازہ رے مے باید بود
(۳۴۷)	ایضا
طبعم ہمہ باروے چو گل می خندد	دستم ہمہ با ساعت لعل پیوند
از ہر جزئی نصیب خود بردارم	زراں پیش کہ جزو ہا بکل پیوند
(۳۴۸)	ایضا
تازہ ہر وسر بر آسمانند پدید	بہتر ز مے لعل کسے ہیج نہ پدید
من در عجبم ز مے فروشاں کلیشاں	بہ زانکہ فروشاں چہ خواہند خرید

سے اگر تیرے  
 پس شراب اپنی جو تو  
 شراب تو بہ کنے کیونکہ  
 کیوں نہ ناز تو بہ  
 کز مے کی تیرے ہیچ  
 چہ بلیکے تو دیکھ تو  
 سہی گل اپنے چہ جا کہ  
 چاک کر رہا ہو بلیکے  
 مجاہدی ہیں بوقت تو بہ  
 کز ناگیاں جانے ہی  
 مے دور دن میں ہی  
 آدمی کو ایک دن مے  
 اور مے کو ایک دن میں  
 پینے کی باریک توجہ  
 دوسرے پینے کا حکم  
 ہونا ماننا ہے شرمناک  
 بہتر ہے مے انسان کو  
 انسان کا کیا سہ ہونا  
 پینے کے آداب سے  
 میری عادت ہے کہ میری  
 طبیعت ہے بھولنے کو  
 دیکھ کر تو ہی مے کی یاد  
 ہمراہ ہمیشہ لعل  
 سانس لے کر ہی ہر روز  
 فائدہ لے لیا جاتا ہوں  
 جہاں کہیں ہوں  
 لکے ساتھ ساتھ  
 کی طرح ہوا کے  
 کی طرح خاک کے  
 کی طرح ہوا کے

کے ساتھ ساتھ  
 کی طرح ہوا کے  
 کی طرح خاک کے  
 کی طرح ہوا کے



رباعی	(۳۴۹)
حییی که بقدر سرور و می سازد گویند ترا بهر گز مسلمان نبود	پوسته همه کار عدو می سازد آں را تو شنا گو که کدو می سازد
ایضاً	(۳۵۰)
گویند که ماه رمضان گشت پدید در آخر شعبان بخورم چندان می بختم	من بعد بگرد باده نتوانم گردید کاندر رمضان مست بقیتم تا عید
ایضاً	(۳۵۱)
گریار غنید ترک طامات کنسید چوں در گذرم خاک مرا گل سازید	غنمات مرا بے مکافات کنسید در رخنه دیوار خرابات کنسید
ایضاً	(۳۵۲)
آنها که جهاں زیر قدم نرسوند آگاه نمی شوم که ایشان هرگز	واندر طلبش هر دو جهاں پیو دند زین حال چنانکه هست آگه بودند
ایضاً	(۳۵۳)
تا خاک مرا بقالب آمیختند من بهتر ازین نمی توانم بود	بس فتنه که از خاک برآمیختند کز بونه مرا چنین بروں ریختند
ایضاً	(۳۵۴)
من می خورم و هر که چون اهل بود می خوردن من حق ز اول میداست	می خوردن من بنزد او سهل بود گر می خورم علم خدا سهل بود
ایضاً	(۳۵۵)
کس مشکل اسرار ازل لانه کشاد من می بخورم ز بتدی تا استاد	کس یک قدم از نهاد بیرون نه نهاد عجز است بدست هر که از مادر زاد
ایضاً	(۳۵۶)
از دفتر سر پاک می باید شد	در دست اجل هلاک می باید شد

لغوه فان  
برقی تو بوم در خط بنام  
کده ماگن خوش  
کام بنام کده برای  
کار سازم لوگ کنی  
کده شش و شراب  
هر یک یک زبانی  
ده مسلمان نیست در غیر  
کنند قدری که تو  
که جوتی سپید  
چو بر شرب ببری  
مانی جو می کنی  
بیا که رمضان آری  
شر نیستی که  
اب یکا کجا کجا  
چو شعبان که  
بیلانی شرب بلبل  
که عید یک بهوش  
دول در رمضان که  
آری که شرب بلبل

کجا اول اول  
کجا اول اول  
کجا اول اول  
کجا اول اول  
کجا اول اول  
کجا اول اول  
کجا اول اول  
کجا اول اول

رباعی	(۳۵۷)
لے ساقی مه لقا تو خوش خوش مارا آبے درده که خاک می باید شد	
ایضاً	(۳۵۸)
سوزانده را باده پرو بال بود ماه رمضان باده نخوردیم و گذشت برت	سے بر رخ خاتون خرد خال بود بابے شب عید از مه شوال بود
ایضاً	(۳۵۹)
برخواه کس اینج بقصد نرسد من نیک تو خواهم و تو خواهی برین	یک بد کند تا بخودش صد نرسد تو نیک نه بینی و بمن بد نرسد
ایضاً	(۳۶۰)
سوتی تو درین قوم چه کردی که خرنده سبوی سای یکبار آب جویت نهند	دانش چه بری که از تو دانش نخرند رونے صد بار آب رویت بهند
ایضاً	(۳۶۱)
خرم دل آں کسی که معروف نشد سیمرخ صفت بعرض پروانے کرد	در حقیقه و در راه و در صوف نشد در کج خرابه جهاں بو نشد
ایضاً	(۳۶۲)
افسوس که سرمایه زلفت بیرون شد کس نامد از آن جهاں که پریم از می	و دوست اجل بے جگر باخون شد کا حوال مسافران عالم چوں شد
ایضاً	(۳۶۳)
فردا که نصیب نیک بختاں باشند گر نیک آیم مرا از ایشان ششم نر	فمن بمن رند پریشاں بخشند در بدباشم مرا بدیشاں بخشند
ایضاً	(۳۶۴)
آنها که بکار عقل در می گویند آں بے که لباس ابلهی در پوشند	افسوس که جمله گاؤ ز می دو شدند کار روز بعقل تیره می نفر و شدند
ایضاً	(۳۶۵)

لغوه فان  
شخص همیشه خوش  
لے و معرفت نیست بود  
موروثی در معنی مراد  
بر کس می باید کرد  
مشهور از این نیست بود  
در عین یک معرفت کس  
بجز این یکبار جبار  
کنند غیرین لغوت  
بسی بود با کجا  
حاشا که درین روز  
بجز نام شوی که بوست  
رباعیت کی در کجا  
طاهرانه که بود یعنی او  
بجز کسی بیان مقام  
کجا فردا که مراد  
در زینت است در کس  
مطهرین نم که معنی  
کس می ۲۰ سی



طبعم به نماز و روزه چون مائل شد افسوس که آن وضو بیاورد شکست	گفتم که مراد کلیم حاصل شد و آن روزه بنیم جرمی باطل شد
(۳۶۵)	رباعی
هر چه بود که ساقیش بجاگ افشانند بجان الله تو باد می پنداری	در دیده گرم آتش عشم بنشانند آب که ز صد در و دست برهانند
(۳۶۶)	ایضا
چون دست بران می رسد در ده قدح در دکه جام صافی	جای براد دل کیس می نرسد زین شیشه فیروزه کیس می نرسد
(۳۶۷)	ایضا
خطیکه زلف یار بر خاسته شد در باغ رخسار بهر تاشا گه جان	توفن نه بری که حسن و کاسته شد گل بود و به سبزه نیز آراسته شد
(۳۶۸)	ایضا
خون از دل افکار بروں می آید گر خون بچکد از مژه امنیت عجب	ز دیده خونبار بروں می آید زیرا که گل از خار بروں می آید
(۳۶۹)	ایضا
اندر ره عشق جسم صافان کردند امروز شب روز فردا این است	و اندر طلبش جمله بزرگان کردند فردا طلبان در غم منم آمدند
(۳۷۰)	ایضا
بر من قلم قضا چو بے من رانند بے من اموز چو بے من تو	پس نیک بدش چرا ز من میدانند فردا بچسبم بد او و خوانند
(۳۷۱)	ایضا
دشمن که مرا همیشه بد می بیند در آینه درون خود می نگرد	حقا که نه از روی خرد می بیند و آن صورت مرده رنگ خود می بیند

طبع من مائل شد  
که این نماز و روزه کا  
ببینم بوی گل میبری  
سای از این بر اینی  
مگر افسوس که خیال  
با دل بنگار یک بار  
نماند این من و تو  
بوی گل در آتش کوی  
ببیند در غم خود  
خون از دل افکار بروں می آید  
چیزت شراب کج  
قلم زین بر او  
کرتی بی ای کو  
کتاب کسائی جوقه  
شرابین بر زان  
ببخش بر او افسوس  
بر که در چهره  
جانی بر او کس  
و غم خجالت

رباعی  
بست  
نیم بک  
و شراب  
دشمنی  
و غم خجالت

(۳۷۲)	رباعی
نه جامه عسمر کنه تو خواهد شد نه ستر جهان بجام تو خواهد شد	کس کوزه چو بشکند سبو خواهد شد کس کوزه چو بشکند سبو خواهد شد
(۳۷۳)	ایضا
بامردم نیک و بدی باید بود مفتون معاش خودی باید بود	در بادیه دیو و دد باید بود مغز و بفضل خودی باید بود
(۳۷۴)	ایضا
زلفین تو با مشک خن بازی کرد بالای ترا بسر و نسبت کردم	بال لب تو روح دسازي کرد ز آن دزسی سر سر افرازي کرد
(۳۷۵)	ایضا
ز آن پیش که گوئی زمن آگنده شود لے باده سر از گور صراحی بردار	واجزت که مرگم پر آگنده شود باشد که دل مرده من زنده شود
(۳۷۶)	ایضا
رفیق زمانه زمانه آشفته بماند افسوس که صد هزار معسنی دقیق	با آنکه ز صد گهر کی سفته بماند از بخردی خلق تا گشته بماند
(۳۷۷)	ایضا
آنانکه کهنه نه موصوف اند گویند که شبلی و جنیدیم هم	دائم گفتند و نانا موقوف اند شبلی نه ولی در کرخ می معرفت اند
(۳۷۸)	ایضا
گر باده بکوه بر زنی رقص کند از باده مرا تو به چس می فرمائی	ناقص بود آنکه باده را نقص کند روصیت که او تربیت شخص کند
(۳۷۹)	ایضا
یاران موافق همه از دست شدند	در پای اجل یگان یگان سپت شدند

نه جامه عسمر کنه  
کس کوزه چو بشکند سبو  
در بادیه دیو و دد  
مغز و بفضل خودی  
بال لب تو روح دسازي  
ز آن دزسی سر سر افرازي  
واجزت که مرگم پر آگنده  
باشد که دل مرده من زنده  
با آنکه ز صد گهر کی سفته  
از بخردی خلق تا گشته  
دائم گفتند و نانا موقوف  
شبلی نه ولی در کرخ می معرفت  
ناقص بود آنکه باده را نقص  
روصیت که او تربیت شخص  
یاران موافق همه از دست  
در پای اجل یگان یگان سپت

نه جامه عسمر کنه  
کس کوزه چو بشکند سبو  
در بادیه دیو و دد  
مغز و فضل خودی  
بال لب تو روح دسازي  
ز آن دزسی سر سر افرازي  
واجزت که مرگم پر آگنده  
باشد که دل مرده من زنده  
با آنکه ز صد گهر کی سفته  
از بخردی خلق تا گشته  
دائم گفتند و نانا موقوف  
شبلی نه ولی در کرخ می معرفت  
ناقص بود آنکه باده را نقص  
روصیت که او تربیت شخص  
یاران موافق همه از دست  
در پای اجل یگان یگان سپت











دست کوزه گری بدیدم اندر بازار تازه	بر پاره گلے کلد همی زد بسیار	دانش گل بزبان حال با او میگفت	من همچو تو بوده ام مرا نسک و دار
(۴۱۱)	رباعی	این اهل قبور خاک گشته و غبار	هر ذره زهر فزده گرفتند کنار
(۴۱۲)	ایضا	آه این چه شرابست که تا روز شمار	بجویشده و بخیزند از همس کار
(۴۱۳)	ایضا	از گردش این زمانه درون پرورد	با صد غم دردمی برم عمر بسر
(۴۱۴)	ایضا	چون غنچه بگلزار جهاں با دل تنگ	چون لاله زباغ دهر با خون جگر
(۴۱۵)	ایضا	کار همس عالم بر ادات شده گیر	دین عمر بر فتنه و اهل آمده گیر
(۴۱۶)	ایضا	گفتی که بکام خویش هستی برین	خود نتوانی و اگر توانی زده گیر
(۴۱۷)	ایضا	اورا خواهی زدن ز سر زنده بگر	مردانه در آرزو خویش پیوند بگر
(۴۱۸)	ایضا	هر چیز که هست بند را هست ترا	با بند چگونه ره روی بند بگر
(۴۱۹)	ایضا	از چرخ بکام سر بر افراشته گیر	وز عمر تمام بهره برداشته گیر
(۴۲۰)	ایضا	از گنج دیگر هر چه مراد دل تست	برداشته گیر و باز بگذاشته گیر
(۴۲۱)	ایضا	گر باده خوری تو با خرد منداں خور	یا با صنی سآده رخی خنداں خور
(۴۲۲)	ایضا	بسیار مخور در دکن قاش ساز	کم کم خور و گاه خور و پنهان خور
(۴۲۳)	ایضا	خوش باش در این زمین (۴۱۷) کون و فساد	تا پس بر سر آن گنج جو بر صحرا بت
(۴۲۴)	ایضا	دل همه سباب جهاں ساخته گیر	دین خانه پراور نعمت و آراسته گیر
(۴۲۵)	ایضا	در دینی فانی که نه جلع من تست	روز دوسه بنشسته و برخاسته گیر

دست کوزه گری بدیدم اندر بازار تازه  
 بر پاره گلے کلد همی زد بسیار  
 دانش گل بزبان حال با او میگفت  
 من همچو تو بوده ام مرا نسک و دار  
 این اهل قبور خاک گشته و غبار  
 هر ذره زهر فزده گرفتند کنار  
 آه این چه شرابست که تا روز شمار  
 بجویشده و بخیزند از همس کار  
 از گردش این زمانه درون پرورد  
 با صد غم دردمی برم عمر بسر  
 چون غنچه بگلزار جهاں با دل تنگ  
 چون لاله زباغ دهر با خون جگر  
 کار همس عالم بر ادات شده گیر  
 دین عمر بر فتنه و اهل آمده گیر  
 گفتی که بکام خویش هستی برین  
 خود نتوانی و اگر توانی زده گیر  
 اورا خواهی زدن ز سر زنده بگر  
 مردانه در آرزو خویش پیوند بگر  
 هر چیز که هست بند را هست ترا  
 با بند چگونه ره روی بند بگر  
 از چرخ بکام سر بر افراشته گیر  
 وز عمر تمام بهره برداشته گیر  
 از گنج دیگر هر چه مراد دل تست  
 برداشته گیر و باز بگذاشته گیر  
 گر باده خوری تو با خرد منداں خور  
 یا با صنی سآده رخی خنداں خور  
 بسیار مخور در دکن قاش ساز  
 کم کم خور و گاه خور و پنهان خور  
 خوش باش در این زمین (۴۱۷) کون و فساد  
 تا پس بر سر آن گنج جو بر صحرا بت  
 دل همه سباب جهاں ساخته گیر  
 دین خانه پراور نعمت و آراسته گیر  
 در دینی فانی که نه جلع من تست  
 روز دوسه بنشسته و برخاسته گیر

جانان صاف وقت گل خوش میخورد	بر یاد بتان نغز و دلکش میخورد	دست خون رزاست در زترا میگوید	خون بر تو حلال کرده ام خوش میخورد
(۴۱۸)	رباعی	این کهنه سر بر دوش بر بندت ناچار	عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار
(۴۱۹)	ایضا	گر باد شسته و اگر گدازد بازار	این هر دو بیک زرخ بود آخر کار
(۴۲۰)	ایضا	دل همه سباب جهاں خواسته گیر	باغ طربت بسزه آراسته گیر
(۴۲۱)	ایضا	وانگاه براں بسزه شبه چون شبنم	بنشسته و با ماد بر خاسته گیر
(۴۲۲)	ایضا	دوست غم جهاں بهبوده مخور	ببوده غم جهاں من بهبوده مخور
(۴۲۳)	ایضا	چون بود گذشت نیست نابودید	خوش باش و غم بوده و نابوده مخور
(۴۲۴)	ایضا	دل خواجہ نقیب گر ترا هست خبر	چندین ز حد تیغ بر اهل نظر
(۴۲۵)	ایضا	ایشان همه از صنایع و صنعتش گویند	تو از دم حمض و از نجاسات دگر
(۴۲۶)	ایضا	در طلب تو علی در شر و شور	در پیش تو در ویش و تو نگر همه عور
(۴۲۷)	ایضا	با همه در حدیث و گوش همه کر	با همه در حضور و چشم همه کور
(۴۲۸)	ایضا	گر گوهر طاعت ز منت هم هرگز	در گزیند ز رخ ز منت هم هرگز
(۴۲۹)	ایضا	نومید نیم ز بار گاه که مست زبیرا	دانی که کی را دو تکلفتم هرگز
(۴۳۰)	ایضا	از جمله گرفتگان این راه دراز	باز آمده کو که بس گوید راز

جانان صاف وقت گل خوش میخورد  
 بر یاد بتان نغز و دلکش میخورد  
 دست خون رزاست در زترا میگوید  
 خون بر تو حلال کرده ام خوش میخورد  
 این کهنه سر بر دوش بر بندت ناچار  
 عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار  
 گر باد شسته و اگر گدازد بازار  
 این هر دو بیک زرخ بود آخر کار  
 دل همه سباب جهاں خواسته گیر  
 باغ طربت بسزه آراسته گیر  
 وانگاه براں بسزه شبه چون شبنم  
 بنشسته و با ماد بر خاسته گیر  
 دوست غم جهاں بهبوده مخور  
 بهبوده غم جهاں من بهبوده مخور  
 چون بود گذشت نیست نابودید  
 خوش باش و غم بوده و نابوده مخور  
 دل خواجہ نقیب گر ترا هست خبر  
 چندین ز حد تیغ بر اهل نظر  
 ایشان همه از صنایع و صنعتش گویند  
 تو از دم حمض و از نجاسات دگر  
 در طلب تو علی در شر و شور  
 در پیش تو در ویش و تو نگر همه عور  
 با همه در حدیث و گوش همه کر  
 با همه در حضور و چشم همه کور  
 گر گوهر طاعت ز منت هم هرگز  
 در گزیند ز رخ ز منت هم هرگز  
 نومید نیم ز بار گاه که مست زبیرا  
 دانی که کی را دو تکلفتم هرگز  
 از جمله گرفتگان این راه دراز  
 باز آمده کو که بس گوید راز

دست کوزه گری بدیدم اندر بازار تازه  
 بر پاره گلے کلد همی زد بسیار  
 دانش گل بزبان حال با او میگفت  
 من همچو تو بوده ام مرا نسک و دار  
 این اهل قبور خاک گشته و غبار  
 هر ذره زهر فزده گرفتند کنار  
 آه این چه شرابست که تا روز شمار  
 بجویشده و بخیزند از همس کار  
 از گردش این زمانه درون پرورد  
 با صد غم دردمی برم عمر بسر  
 چون غنچه بگلزار جهاں با دل تنگ  
 چون لاله زباغ دهر با خون جگر  
 کار همس عالم بر ادات شده گیر  
 دین عمر بر فتنه و اهل آمده گیر  
 گفتی که بکام خویش هستی برین  
 خود نتوانی و اگر توانی زده گیر  
 اورا خواهی زدن ز سر زنده بگر  
 مردانه در آرزو خویش پیوند بگر  
 هر چیز که هست بند را هست ترا  
 با بند چگونه ره روی بند بگر  
 از چرخ بکام سر بر افراشته گیر  
 وز عمر تمام بهره برداشته گیر  
 از گنج دیگر هر چه مراد دل تست  
 برداشته گیر و باز بگذاشته گیر  
 گر باده خوری تو با خرد منداں خور  
 یا با صنی سآده رخی خنداں خور  
 بسیار مخور در دکن قاش ساز  
 کم کم خور و گاه خور و پنهان خور  
 خوش باش در این زمین (۴۱۷) کون و فساد  
 تا پس بر سر آن گنج جو بر صحرا بت  
 دل همه سباب جهاں ساخته گیر  
 دین خانه پراور نعمت و آراسته گیر  
 در دینی فانی که نه جلع من تست  
 روز دوسه بنشسته و برخاسته گیر















ہر ایک بزبان مال با من گفتند	کو کوزہ گر کوزہ خورد کوزہ فروش
تا دیک بقاع من دندرجوش	دو کاسہ خوشدلی کنم در دس نوش
آں سے کہ حیات جاودہ نیست بنوش	سرمایہ لذت جو نیست بنوش
سوزندہ چو آتش مست بسکن نم او	سازندہ چو آب زندگانیست بنوش
ہفتاد و دو ملت ندر دین کم و بیش	از مہتا عشق تو دارم در پیش
چکھرو چہ سلام و چہ طاعت چہ گناہ	مقصود توئی بہانہ بردار از پیش
مے در قرح صاف کہ با نیست لطیف	در کالبد شیشہ روانیست لطیف
لائق نبود بیچ گراں ہر دم من	جز ساغر و بادہ کاں گرنیست لطیف
ہاں صبح دیدم دامن تیر شد چاک	بر خیز و صبح کن چرائی عنناک
مے نوش ہلا کہ صبح بسیار دم	اور مے با کردہ و مار مے بخاک
رفے کہ منزہ است از آلائش پاک	مہمان تو آمدہ مست در عالم خاک
مے وہ تو بہ بادہ صبحی ہمدوش	زاں پیش کہ گوید انعم اللہ مساک
بس پیر ہن عسکر کہ ہر شب فلک	بر دوختہ و کردگر یانش چاک
ہر روز بے زمانہ شاد و عنناک	از آب بر کرد فرود برد بخاک

شرب ذوق کر جو  
حیات جاودہ بیخ  
فرد جسے سر پای کند  
جو ان حاصل ہو جو  
انگ کیوں جاویں  
تو اور آئے ننگانی کی  
طہ سازگار ہو  
آسمان ہر لخت کو  
پیرین عمر بیتا اور  
پہر کو چاک کر دیا جو  
۶۶ سان ہر روز بہت  
نوش اور عنناک گوں  
کو پانی سے چکات اور  
فان بیخاں ہوا  
عبدالباری آسی

گر صلح نیام ز فلک جنگ اینک	در نام نکو نباشد م ننگ اینک
جام مے لعل از غواں ننگ اینک	آنکس کہ نمی خورد و سرونک اینک
لے چرخ فلک ناں شناسی نہ نمک	پوستہ مرا بر نہ سازی چو سہک
از چرخ زنی دو شخص پوشیدہ شوند	پس چرخ زنی باز تو لے چرخ فلک
تا کے ز جفا ہاے تو لے چرخ فلک	از بہر خدا جو رکن آہستہ ترک
من سوختہ ام تمام و ہر کھلہ تو نیز	بر سوختہ مے پر آگنی سو دہ نمک
از آتش آخرت نمی داری باک	وز آب مذامت نشدی ہرگز پاک
چوں با د اہل چراغ عمرت بکش	ترسم کہ ترا ز ننگ نپذیرد خاک
گر گل نبود نصیب باخار اینک	در نور نمی رسد بانار اینک
در خرمتہ و خانقاہ و شیخی نبود	ناقوس کلیسیا و ز تار اینک
خیام زمانہ از کسے دار و ننگ	کو در غم ایام نشیند دل تنگ
مے خورد تو در آگینہ بانالہ چنگ	زاں پیش کہ آگینہ آید بر ننگ
چند از غم و غصہ جہاں قالا قال	دزخیز بر خیز و بشادی گذراں حال
از سبزہ چو شد رفے زمین میلادیل	در کش مے لعل از قرح مالا مال
بگذار دلا و سو سگرم محال	در کش قرح بادہ و بگذر ز ملال
آزاد شود و بگرد بادہ پرست	تا مرد شوی رسی بسحر کیمال

لے دو فلک  
کے ایک تو نے نے غم سے بگاڑنا  
سید ظلم کر میں تانہ جلا ہوا  
ہوں اور تو نے ہے ہو پر ننگ چورت  
رتنا ہے "تو تو دوزخ سے  
نہیں تباہ اور اپنی خطاؤں پر  
نام ہو کر آتشوں کے پانی سے  
پر نہیں ہوتا جب اہل کی ہوا پیر  
عکس چرخ گل کر دے تو پیر خیال  
بنا کہ میں بھی تجھے عاکریگی  
اور خاک میں بھی قبول کریگی  
مے اگر ہماری قسمت میں گل نہیں  
تو تو غماری ہی اور اگر تو ہم تک  
نہیں آتا تو نامہ ہی ہی اگر خرد داد  
خانقاہ اور زہد میں تو ناقوس  
کلیسیا اور ز تار ہی ہوتے  
مے خیام زمانہ کو اپنے  
آدمی سے نہ ہوتا جو غم زمانہ  
پہلے کہ پیشہ سے  
مے شرب پیاس  
پہلے کہ پیشہ سے  
مے غم کا اہل  
مے اور جو ہے  
عبدالباری آسی















رباعی (۵۳۳)	
ماخرقہ زہد در سر خم کردیم	وز خاک خرابات میخم کردیم
باشد که درون میگذرد دریا بم	عمری که درون مدرسه گم کردیم
ایضا (۵۳۳)	
در مسجد اگر چه بانیا آمده ایم	حقا که نه از بهر نسا آمده ایم
ز بخار و نه سجا ده زد دیدیم	آن کمنه شد است باز باز آمده ایم
ایضا (۵۳۵)	
من در رمضان روزه اگر میخوردم	تاظن نہ بری کہ باخبر میخوردم
از محنت و زہ روز من چون شب بودم	پنداشتمہ بودم کہ سحر میخوردم
ایضا (۵۳۶)	
زین گونه کہ من کار جہاں می بینم	عالم ہرہہ انگاں براں می بینم
سجان اللہ بہر چہ در می نگرم	ناکامی خویشتن در اں می بینم
ایضا (۵۳۷)	
در دایرہ وجود ذیر آمدہ ایم	وز پایہ مردمی بزیر آمدہ ایم
چوں عمر نہ بر مراد ما میگذرد	لے کاش سر آمدی کہ سیر آمدہ ایم
ایضا (۵۳۸)	
یا افسرخان و تلج کے بفروشیم	دستار قصب بباغ کے بفروشیم
تشیج کہ پیک لشکر تو دیر است	ناگاہ بیک جرعی بفروشیم
ایضا (۵۳۹)	
چوں نیست مقام ما دریں دیر مقیم	پس بے مے و مشوق عذابت ایم
تا کے ز قدیم و محدث لے مرد سلیم	چوں من رنم جہاں چہ محدث چہ قدیم
تاریخ (۵۴۰) ایضا	
پاک از عدم آمدیم و نا پاک شدیم	آسودہ در آمدیم و غناک شدیم

نزدیک بودم که در مدرسه گم کردیم  
 خاک خرابات میخم کردیم  
 در مسجد اگر چه بانیا آمده ایم  
 حقاً که نه از بهر نسا آمده ایم  
 من در رمضان روزه اگر میخوردم  
 تاظن نہ بری کہ باخبر میخوردم  
 زین گونه کہ من کار جہاں می بینم  
 سجان اللہ بہر چہ در می نگرم  
 در دایرہ وجود ذیر آمدہ ایم  
 چوں عمر نہ بر مراد ما میگذرد  
 یا افسرخان و تلج کے بفروشیم  
 تشیج کہ پیک لشکر تو دیر است  
 چوں نیست مقام ما دریں دیر مقیم  
 تا کے ز قدیم و محدث لے مرد سلیم  
 پاک از عدم آمدیم و نا پاک شدیم  
 آسودہ در آمدیم و غناک شدیم

بہر آنکه در این کتاب  
 کلماتی که در این کتاب  
 کلماتی که در این کتاب  
 کلماتی که در این کتاب

رباعی (۵۳۱)	
بودیم ز آب دیرہ در آتش دل	دادیم ببا و عمر و در خاک شدیم
در پائے اجل چون سرانگنہ شوم	در دست اجل چو مرغ پرکنہ شوم
ز نهار گم بجبہ صراحی مکنید	باشد کہ ہولے مے سے زندہ شوم
ایضا (۵۳۲)	
جانم ز دروغ دی برد دست مقیم	بیچارہ دل از نہیں بردا برویم
کیا برگی این سسمن لے دیرتیم	رفته ہمہ حسرت است با اندہ و بیم
ایضا (۵۳۳)	
چوں آتش اگر بر آسمان بر گذریم	وز آب و اں اگر چه پاکیزہ تریم
در خاک شویم از آنکہ خاکے بودیم	با دست جہاں بادہ بدہ تا بخوریم
ایضا (۵۳۴)	
یار لب من اگر گناہ بے حد کردم	بر جان و جوانی و تن خود کردم
چوں بر گریست و توفیق کلی دارم	بر گشتم و توبہ کردم و بد کردم
ایضا (۵۳۵)	
ہر چند کہ مے خلافت دین است ہم	از خوردن مے ہی کشاید گم ہم
دانی کہ مے چہ است چندین شغفم	تا بو کہ مے خویشتن با زر ہم
ایضا (۵۳۶)	
یک چند بود کے باتا شدیم	یک چند باتا دی خود شاد شدیم
پایان سخن شنو کہ مارا چہ رسید	از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم
ایضا (۵۳۷)	
ز اں پیش کہ از زمانہ تا بے بخوریم	با یکدگر امروز شرابے بخوریم
کیں پیک اجل بگاہ رنستن مارا	چنداں ندیدماں کہ آبے بخوریم
ایضا (۵۳۸)	

نزدیک بودم که در مدرسه گم کردیم  
 خاک خرابات میخم کردیم  
 در مسجد اگر چه بانیا آمده ایم  
 حقاً که نه از بهر نسا آمده ایم  
 من در رمضان روزه اگر میخوردم  
 تاظن نہ بری کہ باخبر میخوردم  
 زین گونه کہ من کار جہاں می بینم  
 سجان اللہ بہر چہ در می نگرم  
 در دایرہ وجود ذیر آمدہ ایم  
 چوں عمر نہ بر مراد ما میگذرد  
 یا افسرخان و تلج کے بفروشیم  
 تشیج کہ پیک لشکر تو دیر است  
 چوں نیست مقام ما دریں دیر مقیم  
 تا کے ز قدیم و محدث لے مرد سلیم  
 پاک از عدم آمدیم و نا پاک شدیم  
 آسودہ در آمدیم و غناک شدیم

بہر آنکه در این کتاب  
 کلماتی که در این کتاب  
 کلماتی که در این کتاب  
 کلماتی که در این کتاب



دوست بیایا غم فردا نخوریم فردا که ازین دیر کن در گذریم	دین یک دم عمر را غنیمت شمردیم با هفت هزار سالگان سر بسریم
(۵۴۹)	رباعی تساگان ہسفریم
من بادہ تلخ دیرینہ خورم انگور صلال خویش در حسم کردہ	واندر رمضان رشک دینہ خورم گو تلخ کن خدا کے تائے نخورم
(۵۵۰)	ایضاً بھات
ہر روز گاہ در حسرات شوم چوں عالم سزا و انقیات تویی	بمراہ قلندر ان طامات شوم تو فیقہ دہ تا بنجا جات شوم
(۵۵۱)	ایضاً
از بادہ شود کبر از سر ہاکم ابلیس اگر ز بادہ خورے یکدم	وز بادہ شود کثادہ بند محکم کرتے دو ہزار سجدہ پیش آدم
(۵۵۲)	ایضاً داگر بادہ (۵۵۲) بخورے
یک جو غم ایام نزاریم خوشیم چوں بختہ بہائے رسد از طبع غیب	گر چاشت بود شام نزاریم خوشیم از کس طبع خام نزاریم خوشیم
(۵۵۳)	ایضاً
در میگدہ عشق نیازے دارم انگہے عشق طہارت کردہ	باطح رخس سوز و گدازے دارم بارے بت خویش نمائے دارم
(۵۵۴)	ایضاً
پوستہ ز گردش فلک مشکینم علی کہ نہ از سر جہاں بر خیزم	باطح خیس خوشستن در کینم عقلے نہ کہ فارغ از جہاں بنشینم
(۵۵۵)	ایضاً
تا چندا سیرت سل ہر روزہ شویم در دہ تو بکاسہ سے ازاں پیش کہ ما	در دہر چہ صد سالہ چہ گیر وزہ شویم در کار کہ کوزہ گراں کوزہ شویم

سلا جب دلائے  
فردا روز ہوتا ہے تو فرین شراب یاد  
میں پوچھتا ہوں در غنہ میں کس  
ہمراہ رہتا ہوں اکھاڑ تو ظاہر د  
باطن کا کھنڈے والا کوئی خوش  
تو فرین کے میں غم ہی رہتا ہوں  
میں مشغول ہوں " سلا  
شراب ہر چیز ہے کہ در صد گوم  
سے نکال دانی کو اور غم  
دوست ہے کہ اس کے  
خفت گریں کس  
جانی ہیں انتہا ہے کہ  
شیطان نے جو ایک سو ہے  
کے واسطے اتنی جنتیں ہیں  
اگر وہ تھوڑی سی شراب  
پلا لیتا تو حضرت آدم کے  
آگے دو ہزار جہے کرتا  
عبدالباری آجی

(۵۵۶)	رباعی
تا چند سلامت کنی سے زاہد خام تو در حسم سبج و ریاد و تلبیس	مارند حسرت باقی و مستیم مدام ما با سے و معشوقہ مدامیم بکام
(۵۵۷)	ایضاً
بر مفرش خاک خفتگان می بینم چند آنکہ بصر سے عدم می نگریم	در ز پر زین نختگان می بینم نا آمدگان و رفتگان می بینم
(۵۵۸)	ایضاً
ترسم کہ چو بعد ازین بعالم ترسم این دم کہ در رویم غنیمت شمریم	با ہمنفساں نیز سدا ہم ترسم شاید کہ بعمر خود دریں دم ترسم
(۵۵۹)	ایضاً
ما یم کہ سر مست شرا یم مدام گذار نصیحت من سے زاہد خام	در مجلس مائیت بجز بادہ و جام با بادہ پرستیم و لب یار بکام
(۵۶۰)	ایضاً
بارحمت تو من از گنہ نندیشم گر لطف تو ام سفید روا نگیزد	با تو شہ تو ز رخ زہ نندیشم یک ذرہ ز نامہ سیاہ نندیشم
(۵۶۱)	ایضاً
عید است بیاتامے گل رنگ کشیم با یار بک روح دے بنشینم	بانغم رعود و نالہ چنگ کشیم رطلے دوسہ بادہ گراں نگ کشیم
(۵۶۲)	ایضاً
لے دوست بیایا غم فردا نخوریم بے حکمش نیست ہر گناہے کہ مریم	دین یکدم نقد را غنیمت شمردیم پس ما غم آیندہ ز بہر چہ خوریم
(۵۶۳)	ایضاً
تا ظن نہ بری کہ از جہاں می ترسم وز مردن و از رفتن جاں می ترسم	

سلا میں زمین کے نش  
پاروں کے ہوتے اور زمین  
کے نیچے چھپے ہوتے لوگوں کو  
دیکھتا ہوں جنت میں محراب  
عدم ہیبت دیکھتا ہوں مجھے وہ  
طرح کے آدمی نظر آتے ہیں بادہ  
لوگ جو ابھی کوفہ عدم سے ابھرتے  
کیلیت نہیں آتے اور اب اپنے  
کہ بیان کر رہا ہوں وہاں ہیں  
" سلا یہ ہر رنگمان نہ کرنا کہ  
جہاں سے ذرا تھوڑی دم سے  
اور جہاں جنت خوف کھاتا  
نوں میں ناکیا حقیقت رکھتا ہوں  
اسی خوف کو کیا خوف ہو سکتا ہوں  
میں خوف اس بات کو کہ میں  
اسطرح زندہ نہیں باہیا کرتا  
رہنا چاہیے تھا " آجی







رباعی (۵۷۹)	
من گوهر خود بصیبت کم نه دهم	در د تو بصد هزار مرهم ندهم
خاک در تو به ملکست جم نه دهم	یک موت ترا بر دو عالم ندهم
ایضا (۵۸۰)	
هنگام گل است اختیار بکنم	وانکه بجلا شمع کاسے بکنم
باسزہ خطاں لاله رخے روئے چند	بر سزہ زجره لاله زاسے بکنم
ایضا (۵۸۱)	
دشمن بخلط گفت که من نسفیم	ایزد دانند که آنچه او گفت نسیم
لیکن چو درین غم آشیان آمده ام	آخر کم ازاں که من ندانم که کیم
ایضا (۵۸۲)	
اسرار ازل را نه تو دانی و نه من	وین حرف معانه تو خوانی و نه من
هست از پس پرده گفتگوے من تو	چوں پرده بر افتنه تو مانی و نه من
ایضا (۵۸۳)	
حق جان جهان است جہاں جلد بدن	واصناف ملائکہ جو اس میں تن
افلاک عناصر و موالید اعضا	توحید ہیں است دیگر باہمہ فن
ایضا (۵۸۴)	
ہر روز زگردش توے چرخ کہن	نخل طربیم کہتہ از پنج و زین
وین طرفہ کہ نا اہل تو ازواگمت	کس نیست کہ گویدش پتنگ است کین
ایضا (۵۸۵)	
کے چرخ ہمیشہ در نبردی با من	در بان دگر کس و در دے با من
در صلح چہ ہندکاں بگردم با تو	در جنگ چہ بودکاں نگر دی با من
ایضا (۵۸۶)	
بر خیز مخور غم جہاں گذراں	خوش باش سے بشادمانی گذراں

دلہ دہشت  
میری نسبت نہ تو کی ہو کہ  
یہ غلط ہے کہ خود خدا جاننا  
تو کہ وہ جو کھتا ہے جو  
وہ نہیں ہے بلکہ جو  
میں اس غمناک آدمی کو  
ہوں اس کی کہیں  
کہیں نہیں جانتا کہ  
کون ہوں اس میں  
یہ کوئی ہے اگر  
تجھے تو ہے  
لے خاطر دل کے  
اور نوز سے تو  
اور میں اور یہ کائنات  
تو میں کہتا ہوں  
میں اس کی کہیں  
تیری آنکھوں کو چھو  
اگر وہ جب پرہیز  
جاہلوں تو توبائی رہیگا  
اور میں اسے اس

با حکم بیکار زمانہ  
مکملان جو خوش ہ اور  
خوشی کے ساتھ گزراں  
بت کا خیال کہ اگر  
مجان کی بصیرت میں  
دعا داری تو تو بچ  
یک سا اور کبھی بچتا  
عبدالباری اسی

رباعی (۵۸۷)	
در طبع جہاں اگر وفائی بودے	نوبت تو خود نیامدی از دگراں
ایضا (۵۸۸)	
نیک است بنام نیک مشہور شدن	عاریست بجور چرخ رنجور شدن
خمار ہوسے آب انگور شدن	بہ زانکہ بزہد خویش مغرور شدن
ایضا (۵۸۹)	
یار بے بہ دل سیر من رحمت کن	بہ سینہ عم پذیر من رحمت کن
بر پائے خرابات رو من بخشاے	بر دست پیالہ گیر من رحمت کن
ایضا (۵۹۰)	
تواں دل شاد در انعم من بودن	وقت خوش خود بنگ محنت بودن
در دہر کہ دانند کہ چہ خواهد بودن	سے با پر و معشوق و بکام آسودن
ایضا (۵۹۱)	
کس نیست کہ رین گفتہ شود ہمہ من	شدن از من بجنس و محرم من
بے گریہ جو نیست دیدہ پر خیم من	مٹن سر نہم یا بستر بد نسیم من
ایضا (۵۹۲)	
مسکین دل در دست دیوانہ من	ہشیار شد ز عشق جانانہ من
روزیکہ شراب عاشقی می دادند	در خون جگر زدند پیمانہ من
ایضا (۵۹۳)	
قوس متفکر اندر درندہ سبے دیں	جمعے متحیر اندر رشک و یقیں
ناگاہ مسادے بر آمد ز کیس	کاسے بخیراں اہنہ آست نہ این
ایضا (۵۹۴)	
کے گشتہ شب روز بد نیانگراں	اندیشہ نمی کنی تو از روز گراں
آخر نفسے ہیں و باز آئے بخود	کایام چلو نہ مسکند باد گراں
ایضا (۵۹۵)	

دلہ دہشت  
جو کسے خدا سب دل سیر نیاید  
رحم کر اور سب غناں سب  
کہم کر اور سب اس باتوں پر  
کہ خوشتر خانوں سے بچو بیک نام  
بخشش کر اور سب اس بات کو  
جو خوشتر کایاں طمانا جو سنا  
کہے اسے دنیا کی دورنگی  
اور سب عقل کی تصور کھینچا  
کہ با کس نام نہ پہنچے درین کی  
نکیریں گی ہمیں اور ایک چٹ  
فلک اور زمین کے پھر میں پڑی  
تو یہ حالت اور ہی اس میں نہیں  
تو تا دہنگا تو کار ایک ستاری  
عالم جیسے نام جو کہ دروں کا  
شہر کہ چاکلے بجز روزگار  
راستہ نہ ہے کہ وہ ۱۱۱۱  
سے وہ شخص کہ تو ہمیشہ دنیا میں  
مشغول ہو گئے کسی موت کا

خیال نہیں آیا میں  
کہتا ہوں کہ کبھی تو  
اور تو نے کہ دنیا دور  
سنا ہے کیا کہی اور  
اور وہ عالم سنا ہے  
تو کبھی دنیا میں  
آدی اور دنیا اور  
تو کبھی نہ رہا  
تو کبھی



گویندم که مے بخور کمتر ازین عذرم نسیخ یار و بادہ صبحدم است	آخر بچہ عذر برداری سرازین انصاف برہ چہ عذر روشن تر ازین
(۵۹۵)	رباعی
گر بر فلک دست بردارے یزداں از نون فلکے و گر چنان ساختے	بر دستے من این فلکے از میاں کا زادہ بکام دل رسیدے آساں
(۵۹۶)	ایضاً
بشوز من لے زبردہ یاران کن بر گوشہ عرصہ قیامت بنشین	اندیشہ کن زین فلکے سر دین باز بچہ چرخ را تماشا لے کن
(۵۹۷)	ایضاً
بشرمت ناید ازین تباہی کردن گیرم کہ سراسر این جہاں ملک تو شد	زین ترک و امر و نواہی کردن جز آنکہ رہا کنی چہ خواہی کردن
(۵۹۸)	ایضاً
تو آئردہ بادشاہی کردن چیز نہ ببری دی و نباشی فردا	با خویشتن کے زین تباہی کردن پیدا است کہ امروز چہ خواہی کردن
(۵۹۹)	ایضاً
خواہی بندیش تو گردوں گردن بچوں منت اعتقاد باید کردن	کار تو بود ہمیشہ جاں پروردن مے خوردن و اندہ جہاں نا خوردن
(۶۰۰)	ایضاً
این چشم پیالہ بن بجائ آہستن نے نے غلظم کہ بادہ از غایت لطف	بچوں منے بار خواں آہستن آہست آہست با تیش و اں آہستن
(۶۰۱)	ایضاً
مشو سخن زمانہ ساز آمدگاں رفتد یگاں یگاں فراز آمدگاں	فراہنے گیر مروق ز طراز آمدگاں کس مے نہ بد نشان باز آمدگاں

ملک توستانی  
زندگی کو بادہ کو دیا کھیکہ کیکہ  
اس تباہی کرینے شرم نہیں  
آئی اور توستانہ جو شرمیت کے  
"دائم و دہائی ماضی ان اوقاف  
کو خوشگام بنائیں اور بیک  
کرتے نامکام ہر کسی پشت ڈالیں  
میں میں سناں دیا کہ یہ تمام جہاں  
مہم مہم تیری ہلک ہو گیا گویا  
چھوڑنے کے پس کا م  
آہستہ آہستہ " ملے تو بادشاہی  
کی فکر میں ہوا دین آہستہ ہوں  
سراسر تباہی کی فکر ہے گویا  
اور اس بات کا خیال کہ تو  
گرفتہ ملک کو پختا اور آئندہ  
کل کچھ ہوگا تو پختا ہے کہ  
آج کا ہوا تیرے کے کام کا ہے  
"عبدالباری آسی

رباعی (۶۰۲)	رباعی
کاویست بر آسمان نامش پرویں چشم خردت کشائے چوں اہل یقین	یک گاؤدگر نہفتہ در زیر زمین زیر وز بردو گاؤد مشتے خرمین
(۶۰۳)	ایضاً
بر موجب عفتل زندگانی کردن استاد تو روزگار چاکدست است	شاید کردن و سے ندانی کردن چنداں بستر زند کہ دانی کردن
(۶۰۴)	ایضاً
دیشب بے سر صدق صفائے دل من جائے من آورد کہ بستان بنوش	در سیکہ آں روح فنا لے دل من گفتم نخورم گفت برائے دل من
(۶۰۵)	ایضاً
لے آنکہ تویی خلاصہ کون و مکاں یک جام مے از ساقی باقی بتاں	بگزار مے و سوسہ سود و زیاں تا با زہی تو از عسیم ہر جہاں
(۶۰۶)	ایضاً
چوں حاصل دمی دریں شور تاں خرم دل آنکہ زین جہاں و درنت	جز خوردن غصہ نیست یا کندن جاں و اسودہ کے کہ خود نیامد جہاں
(۶۰۷)	ایضاً
از گردش این دائرہ بے پایاں یا با خبری تمام از نیک و بدیش	بر خورداری دو نوع مردم را داں یا بے خبری از خود و از کار جہاں
(۶۰۸)	ایضاً
جانہا ہمہ آہ گشت دلہا ہمہ خون لے با علمت خرد در دو گردوں ووں	تا چسیت حقیقت ز پس پردہ بروں ان تو دو جہاں پر تو از ہر دو بروں
(۶۰۹)	ایضاً
مے خوردن و گرد گلہاں گردین بہتر ز ہزار نہ اہدی و در زمین	

لے ایک گائے  
آسمان پر چو اسکا نام پرین ہو  
اور ایک گائے اور جو جو زمین کے  
نیچے ہوا ہے کہ دنیا و زمین  
ان دونوں گائوں کے باہر جو زرا  
ہر کھول کے تو نہ معلوم ہوتا  
ہر گھلے کے نیچے اور گائے کے  
اور چنگل سے بیرون صفت  
آہی سے خطا کے تا اور کتاب  
کہ کون کھان کا مہا مہی ہو تو  
دیو کو سوسہ سود و زیاں کا دور  
چھوڑنے اور ساقی باقی ت ایک  
جام مے ہی سوختہ خدا کا ایک جام  
پینے کہ تو دونوں جہاں کے  
ان دونوں چھوٹے جگہ  
یعنی آسمان کی گردش سناں  
کو مروت و عطف پر فائدہ ہو چکا ہو  
ایک دنیا کے نام دینیک بہت  
باجز ہو یا غیر ہو



گر مردم می خوار بدوزخ باشند	پس در بهشت را که خواهد دیدن
(۶۱۰)	رباعی
دانی که چراست تو بیه ناکردن من	زیرا که حرام نیست می خوردن من
(۶۱۱)	ایضا
تا که عم آں خورم گزیں دیر کن	احوال مرا نه سر پیدا است نه بن
(۶۱۲)	ایضا
صیاد نه حدیث نخچیر کن	چیز که نخوانده تو تقریر کن
(۶۱۳)	ایضا
احوال جهان بر دم آساں می کن	و افعال بدم ز غلق پنہاں می کن
(۶۱۴)	ایضا
یارب ز قبول دز روم باز رہاں	مشغول خودم کن ز خودم باز رہاں
(۶۱۵)	ایضا
در عالم خاک از گراں تا به گراں	چند آنکه نظر کنند صاحب نظراں
(۶۱۶)	ایضا
در دامن این سپنج نوا نغمیز کن	بایار تو سر ز یک گریباں بر کن
(۶۱۷)	ایضا

و کیں بی کون نہیں کرنا دوسرا  
 کس نے کیا کیا کون نہیں کرنا دوسرا  
 دانی کہ چراست تو بیه ناکردن من  
 تا کہ عم آں خورم گزیں دیر کن  
 صیاد نہ حدیث نخچیر کن  
 احوال جهان بر دم آساں می کن  
 یارب ز قبول دز روم باز رہاں  
 در عالم خاک از گراں تا به گراں  
 در دامن این سپنج نوا نغمیز کن

دارم ز جفاکے فلک آسینہ گوں	وزگردش روزگار خس پروردوں
(۶۱۸)	رباعی
از دیدہ رخنے ہچو پیالہ پراشک	وزگردیدے ہچوں صراحی پر خون
(۶۱۹)	ایضا
از دے دیدم شستہ بر خنگ زمیں	کے کفر نے اسلام نہ دنیاؤ نہ دیں
(۶۲۰)	ایضا
تا بتوانی مشیل بہر نماں می کن	بنیاد منشا زور روزہ ویراں می کن
(۶۲۱)	ایضا
روزیکہ ز تو گذشتہ شد یاد کن	فردا کہ نیامدست نہ یاد کن
(۶۲۲)	ایضا
انکوں کہ زندہ ہزار دستاں دستاں	جز بادہ لعل ز کف متاں متاں
(۶۲۳)	ایضا
در جسم پیالہ جاں روانست رواں	در روح مجسم آں روانست رواں
(۶۲۴)	ایضا
روزیکہ مقدساں جناکی مسکن	گردن سوار باز بر مرکب تن
(۶۲۵)	ایضا

و کیں بی کون نہیں کرنا دوسرا  
 کس نے کیا کیا کون نہیں کرنا دوسرا  
 از دیدہ رخنے ہچو پیالہ پراشک  
 از دے دیدم شستہ بر خنگ زمیں  
 تا بتوانی مشیل بہر نماں می کن  
 روزیکہ ز تو گذشتہ شد یاد کن  
 انکوں کہ زندہ ہزار دستاں دستاں  
 در جسم پیالہ جاں روانست رواں  
 روزیکہ مقدساں جناکی مسکن







از تن چو برت جان پاک من و تو	خسته دو نهند بر مغاک من و تو
وانگه ز براس خست گور و گراں	در کالبد کشت خاک من و تو
چون فتق روان (۶۴۱) رباعی	
گر با خردی تو حرص را بستد مشو	در پای طبع خوار و سر افکند مشو
چون آتش تیز باش و چو آب بیاں	چون خاک بهر باد پراگنده مشو
ایضا (۶۴۲)	
نا کرده گناه در جهان کیست بگو	آنکس که گنه نکرده چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی	پس فرق میان من و تو چیست بگو
ایضا (۶۴۳)	
کس ز زندگی تن و تو آنم همسر تو	جانی و دلی اسے دل جانم همه تو
تو هستی من شدی ازانی همسر من	من نیست شدم در تو ازانم همسر تو
ایضا (۶۴۴)	
کسے دل ز غم جهاں ک گفت خون شو	یا ساکن عشوه حسانه اگر درون شو
دانی چه کنی چو نیست سامان مقام	انگار درون نیامدی بیرون شو
ایضا (۶۴۵)	
تن در غم روزگار بے داد مرده	جان از غم گزشتگان یاد مرده
دل جز بس زلف پر یزاد مرده	بے باده مباش و عسر بر باد مرده
ایضا (۶۴۶)	
در مجلس عشاق شستیم هم	از محنت ایام برستیم هم
از باد بهوش قدح نوشیدیم	آزاده و آسوده و مستیم هم
ایضا (۶۴۷)	
کسے یار ز روزگار باش آسوده	واندوه زمانه کم خور از بهیوده
چون کسوت عمر بر تنت چاک شود	آزوه چه کرده و چه گفته و چه نا بوده

کسی که در غم روزگار بماند  
 دلش از غم گزشتگان یاد مرده  
 چو کسوت عمر بر تنت چاک شود  
 آذوه چه کرده و چه گفته و چه نا بوده  
 از محنت ایام برستیم هم  
 آزاده و آسوده و مستیم هم  
 در مجلس عشاق شستیم هم  
 از باد بهوش قدح نوشیدیم  
 کسے یار ز روزگار باش آسوده  
 وانده زمانه کم خور از بهیوده  
 چون کسوت عمر بر تنت چاک شود  
 آذوه چه کرده و چه گفته و چه نا بوده  
 تن در غم روزگار بے داد مرده  
 جان از غم گزشتگان یاد مرده  
 دل جز بس زلف پر یزاد مرده  
 بے باده مباش و عسر بر باد مرده  
 کسے دل ز غم جهاں ک گفت خون شو  
 یا ساکن عشوه حسانه اگر درون شو  
 دانی چه کنی چو نیست سامان مقام  
 انگار درون نیامدی بیرون شو  
 من بد کنم و تو بد مکافات دهی  
 پس فرق میان من و تو چیست بگو  
 نا کرده گناه در جهان کیست بگو  
 آنکس که گنه نکرده چوں زیست بگو  
 چو آتش تیز باش و چو آب بیاں  
 چو خاک بهر باد پراگنده مشو  
 گر با خردی تو حرص را بستد مشو  
 در پای طبع خوار و سر افکند مشو  
 چون فتق روان (۶۴۱) رباعی  
 از تن چو برت جان پاک من و تو  
 وانگه ز براس خست گور و گراں  
 در کالبد کشت خاک من و تو  
 خسته دو نهند بر مغاک من و تو

بگو که در دنیا  
 چو کسوت عمر بر تنت چاک شود  
 آذوه چه کرده و چه گفته و چه نا بوده  
 از محنت ایام برستیم هم  
 آزاده و آسوده و مستیم هم  
 در مجلس عشاق شستیم هم  
 از باد بهوش قدح نوشیدیم  
 کسے یار ز روزگار باش آسوده  
 وانده زمانه کم خور از بهیوده  
 تن در غم روزگار بے داد مرده  
 جان از غم گزشتگان یاد مرده  
 دل جز بس زلف پر یزاد مرده  
 بے باده مباش و عسر بر باد مرده  
 کسے دل ز غم جهاں ک گفت خون شو  
 یا ساکن عشوه حسانه اگر درون شو  
 دانی چه کنی چو نیست سامان مقام  
 انگار درون نیامدی بیرون شو  
 من بد کنم و تو بد مکافات دهی  
 پس فرق میان من و تو چیست بگو  
 نا کرده گناه در جهان کیست بگو  
 آنکس که گنه نکرده چوں زیست بگو  
 چو آتش تیز باش و چو آب بیاں  
 چو خاک بهر باد پراگنده مشو  
 گر با خردی تو حرص را بستد مشو  
 در پای طبع خوار و سر افکند مشو  
 چون فتق روان (۶۴۱) رباعی  
 از تن چو برت جان پاک من و تو  
 وانگه ز براس خست گور و گراں  
 در کالبد کشت خاک من و تو  
 خسته دو نهند بر مغاک من و تو

فریاد که عسر رفت بر بهیوده	هم تقمیه حرام و هم نفس آلوده
فرموده تا کرده سیه رویم کرد	فریاد ز کرد باس تا فرموده
ایضا (۶۴۸) رباعی	
اندیشه عمر پیش از منتصت مننه	هر جا که قدم نهی بجز مست مننه
ز آن پیش که کلاه است کوزه کند	رو کوزه زد و دوش کاسه زد دست مننه
ایضا (۶۴۹)	
چند از پی حرص ز تن فرسوده	کسے دوست نهی کرد جهاں پیوده
رفتد و رود هر چه آید و رود	یکدم بهراد خویشتن نا بوده
ایضا (۶۵۰)	
ما عاشق و مست و مستیم هم	در کوس خرابانستیم هم
بگذر ز تیغ و حسن از و هم و خیال	از ما مطلب هوش که مستیم هم
ایضا (۶۵۱)	
یکت جرمه منی که گنه ز ملک نوب	وز هر چه نه در طریق بیرون شو به
جای است به از ملک فریدون صدبا	خست سر خم ز تلخ کینت رو به
ایضا (۶۵۲)	
رونکے بینی مرا تو مست افتاده	در حلقه زلف بت پرست افتاده
دستار ز سر قدح زد مست افتاده	در پای تو سر نهاده پست افتاده
ایضا (۶۵۳)	
نقته است که بر وجود ما ریخت	صد بوا عجبی ز ما بر ریخت
من زان به ازین نمی توانم بودن	کز لونه مرا چنین فرو ریخت
ایضا (۶۵۴)	
هر تو به که کردیم شکستیم هم	بر خود و زمانم و تنگ بستیم هم

کسی که در دنیا  
 چو کسوت عمر بر تنت چاک شود  
 آذوه چه کرده و چه گفته و چه نا بوده  
 از محنت ایام برستیم هم  
 آزاده و آسوده و مستیم هم  
 در مجلس عشاق شستیم هم  
 از باد بهوش قدح نوشیدیم  
 کسے یار ز روزگار باش آسوده  
 وانده زمانه کم خور از بهیوده  
 تن در غم روزگار بے داد مرده  
 جان از غم گزشتگان یاد مرده  
 دل جز بس زلف پر یزاد مرده  
 بے باده مباش و عسر بر باد مرده  
 کسے دل ز غم جهاں ک گفت خون شو  
 یا ساکن عشوه حسانه اگر درون شو  
 دانی چه کنی چو نیست سامان مقام  
 انگار درون نیامدی بیرون شو  
 من بد کنم و تو بد مکافات دهی  
 پس فرق میان من و تو چیست بگو  
 نا کرده گناه در جهان کیست بگو  
 آنکس که گنه نکرده چوں زیست بگو  
 چو آتش تیز باش و چو آب بیاں  
 چو خاک بهر باد پراگنده مشو  
 گر با خردی تو حرص را بستد مشو  
 در پای طبع خوار و سر افکند مشو  
 چون فتق روان (۶۴۱) رباعی  
 از تن چو برت جان پاک من و تو  
 وانگه ز براس خست گور و گراں  
 در کالبد کشت خاک من و تو  
 خسته دو نهند بر مغاک من و تو

بگو که در دنیا  
 چو کسوت عمر بر تنت چاک شود  
 آذوه چه کرده و چه گفته و چه نا بوده  
 از محنت ایام برستیم هم  
 آزاده و آسوده و مستیم هم  
 در مجلس عشاق شستیم هم  
 از باد بهوش قدح نوشیدیم  
 کسے یار ز روزگار باش آسوده  
 وانده زمانه کم خور از بهیوده  
 تن در غم روزگار بے داد مرده  
 جان از غم گزشتگان یاد مرده  
 دل جز بس زلف پر یزاد مرده  
 بے باده مباش و عسر بر باد مرده  
 کسے دل ز غم جهاں ک گفت خون شو  
 یا ساکن عشوه حسانه اگر درون شو  
 دانی چه کنی چو نیست سامان مقام  
 انگار درون نیامدی بیرون شو  
 من بد کنم و تو بد مکافات دهی  
 پس فرق میان من و تو چیست بگو  
 نا کرده گناه در جهان کیست بگو  
 آنکس که گنه نکرده چوں زیست بگو  
 چو آتش تیز باش و چو آب بیاں  
 چو خاک بهر باد پراگنده مشو  
 گر با خردی تو حرص را بستد مشو  
 در پای طبع خوار و سر افکند مشو  
 چون فتق روان (۶۴۱) رباعی  
 از تن چو برت جان پاک من و تو  
 وانگه ز براس خست گور و گراں  
 در کالبد کشت خاک من و تو  
 خسته دو نهند بر مغاک من و تو



عظیم کنند اگر گنم بے خردی	کز باده عشق مست هستیم هم	رباعی	(۶۵۶)
لے من در میخانه بسبت رفت	ترک بد و نیک هر دو عالم گفت	رباعی	(۶۵۷)
گر هر دو جهان چو گوشت افتد بگو	برین بچو گوشت با شتم خفت	رباعی	(۶۵۸)
هر روز بر آنم که گنم شب توبه	از جام و پیاله لب توبه	رباعی	(۶۵۹)
آنکوں که رسید وقت گل ترکم ده	در موسم گل ز توبه یارب توبه	رباعی	(۶۶۰)
لے بخیر از کار جہاں اسچ نہ	بنیاد بے بادست از ان اسچ نہ	رباعی	(۶۶۱)
شد حد وجود در میان عدم	اطراف بود تو در میان اسچ نہ	رباعی	(۶۶۲)
این چرخ چو طاسی است نگوں فتادہ	درے ہمہ زیر کال زبول فتادہ	رباعی	(۶۶۳)
در دوستی شیشہ و ساغر نگرید	لب بر لب در میانہ خون فتادہ	رباعی	(۶۶۴)
باناں بکدام دست برخاستہ	کر طلعت خویش ماہ را کاستہ	رباعی	(۶۶۵)
خوبان جہاں بیدار و آراستہ	تو عید برے خویش آراستہ	رباعی	(۶۶۶)
مشو سخن چرخ پر آواز شدہ	مے خور ز کف ساقی دساز شدہ	رباعی	(۶۶۷)
کال کر کس مادر آدم و زبردوں	فروا بینی کون زن باز شدہ	رباعی	(۶۶۸)
پیرا دیدم بخوابتی خفت	وز گرد شعور حسانہ تن رفت	رباعی	(۶۶۹)
مے خوردہ مست خفتہ و آشفته	اللہ لطیف طبع با دہ گفتہ	رباعی	(۶۷۰)

در اصل تیرا وجود کجایی بنیاد  
 از بزمی بنیاد پروردگاری تو بنیاد  
 ایو اسطو کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 چیز جانی بنیاد پروردگاری تو بنیاد  
 علم سستی از کمال میل کجایی بنیاد  
 و تو کجایی در میان عدم اسچ  
 کہ بیستہ تھا اور اسچ زہد کجایی  
 تو یہ وجود کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 آن اطراف کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 در دوستی شیشہ و ساغر نگرید  
 تو عید برے خویش آراستہ  
 مشو سخن چرخ پر آواز شدہ  
 کال کر کس مادر آدم و زبردوں  
 پیرا دیدم بخوابتی خفت  
 مے خوردہ مست خفتہ و آشفته

غزہ چہ شوی بسکن و کاشانہ	بز عمر کہ هست حاصلش انسانہ	رباعی	(۶۷۱)
ہمخانہ بادی و تو افروزی شمع	بر رگہ زریل چہ سازی حسانہ	رباعی	(۶۷۲)
دل دست بطرہ طبرناوردہ	جام مے خوش دلی لب ناوردہ	رباعی	(۶۷۳)
افسوں بسر رسیدہ روز عمرم	روزے بمراد دل بشب ناوردہ	رباعی	(۶۷۴)
ساقی مے خوشگوار بردستم نہ	واں ساغر چوں نگار بردستم نہ	رباعی	(۶۷۵)
آں مے کہ چو زنجیر بچید بر خود ہشار	دیوانہ شدم بیار بردستم نہ	رباعی	(۶۷۶)
ساقی بصوت مے ناب اندردہ	مستان شراب را شراب اندردہ	رباعی	(۶۷۷)
مستیم و خراب در خرابات فنا	آوازہ بعالم حشر اب اندردہ	رباعی	(۶۷۸)
دانی زچہ رفت او فتادست چہ راہ	آزادی سرو و سوسن اندر افواہ	رباعی	(۶۷۹)
کیں دارودہ زبان لیکن خاموش	واں است دو صد دست و لیکن کوتاہ	رباعی	(۶۸۰)
دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ	وین نامہ عمر خواندہ گیر آخر چہ	رباعی	(۶۸۱)
گیرم کہ بکام دل بانہ صد سال	صد سال دگر بانہ گیر آخر چہ	رباعی	(۶۸۲)
گویند حشیش بہ سردستگی بہ	وز جام شراب و نعمہ چنگی بہ	رباعی	(۶۸۳)
در مذہب کا ملاں چنین ماندر است	یک قطرہ مے ز خون صدنگی بہ	رباعی	(۶۸۴)
لے رفتہ و باز آمدہ و خم گشتہ	نامت ز میان مردماں گم گشتہ	رباعی	(۶۸۵)
ناخن ہمہ جمع آمدہ و سگم گشتہ	ریش از پس کون در آمدہ و دم گشتہ	رباعی	(۶۸۶)

کاشا سپید و زرد و سیاہی در  
 عمر سپید از آنجا کہ جیب حاصل صورت  
 انسانہ بنیاد کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 بنیاد کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 تیرا سنا کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 سبب سنا کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 مے خوردہ و شکر کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 ساغر اباب کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 آن کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 کویند حشیش بہ سردستگی بہ  
 در مذہب کا ملاں چنین ماندر است  
 لے رفتہ و باز آمدہ و خم گشتہ  
 ناخن ہمہ جمع آمدہ و سگم گشتہ

کاشا سپید و زرد و سیاہی در  
 عمر سپید از آنجا کہ جیب حاصل صورت  
 انسانہ بنیاد کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 بنیاد کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 تیرا سنا کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 سبب سنا کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 مے خوردہ و شکر کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 ساغر اباب کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 آن کجایی بنیاد کجایی بنیاد  
 کویند حشیش بہ سردستگی بہ  
 در مذہب کا ملاں چنین ماندر است  
 لے رفتہ و باز آمدہ و خم گشتہ  
 ناخن ہمہ جمع آمدہ و سگم گشتہ











مستم ز گناه و ز رجا هشیارم	امید ز رحمت تو دارم یعنی	رباعی
(۷۰۲)		
سازنده کار مرده و زنده تویی	دارنده این سپنج پراگنده تویی	
من گریه بدم صاحب این بند تویی	کس را چه گستر که آفریننده تویی	
(۷۰۳)		ایضا
لے چرخ دلم همیشه غمناک کنی	پیرا بن خرمی من چاک کنی	
بادی که بمن رسد تو آتش کنیش	آب که خورم در دهنم خاک کنی	
(۷۰۴)		ایضا
خوش باش که بخت اندوخته تو دی	این شده از همه مناسب تو دی	
تو شاد بزی که بے تقاضای تو دی	دادند قرار کار فردای تو دی	
(۷۰۵)		ایضا
ابریق می مرا شکستی ربی	بر من در پیش را به بستی ربی	
بر خاک فلکندی بے انگلوں مرا	خاکم بدن مگر تو مستی ربی	
(۷۰۶)		ایضا
لے دل چو بزم آن صنم بستی	از خویش بریدی و بدو پستی	
از جام فنا چو جرعه نوشیدی	از بود و نبود گاں به کلی رستی	
(۷۰۷)		ایضا
گفته نهادی بے کس نمائی	که در صورت کون و مکان پیدائی	
این جلوه گری بخویشتن نمائی	خودین عیانی و خودی بینائی	
(۷۰۸)		ایضا
برنگند دم دوش سبوی کاشی	سرمست بدم که کردم این او باشی	
با من بزبان حال می گفت سبوی	من چوں تو بدم تو نیز چوں من باشی	
(۷۰۹)		ایضا

لے ابرویست  
یعنی خریک از ابرویست  
لے دل جو داس  
نم کی فصل میں چھا اور  
تسلی بچے جسے ظنون  
کس کی اس نفی پیر کی  
ادب پر جو طمانش اوں کی  
تو بھرتی ز زندگی درم درم  
سکون سے چھوٹ گیا  
سے سب سے سب  
چھپا کر کسی کو اپنا  
بے نہیں تھا کسی تو  
دوسری دوسری چھپ  
کے پر دیر بنا چلو کھا  
بجا اور بے بلو گری تھی  
صرت تیرا ہی ہے  
ہوئی تو ہی عیان  
اور تو ہی بنائی ہو  
آسی

لے دل اگر از غبار تن پاک شوی	تو روح مجسمی بر اسلاک شوی	
عرش است نشین تو نشر مست با دا	کائی و مقیم خط احکاک شوی	
(۷۱۰)		رباعی
پیوسته ز بہر شہوت نفسانی	این جان شریف اہمی رنجانی	
آگاہ نہ کہ آفت جان تواند	آنها کہ تو در آرزوی ایشان	
(۷۱۱)		ایضا
شخصے بزنی فاحشہ گفتاستی	ہر خطہ بدام دیگر پابستی	
گفتا شیخا ہر آنخپ گونی ہستم	اما تو چنانکہ مینائی ہستی	
(۷۱۲)		ایضا
از مطیع دنیا تو ہمہ رود خوری	تا چند غم بودہ و نا بود خوری	
دنیا کہ براہل دیں زیانست عظیم	گر ترک فی یاں کنی ہمہ سود خوری	
(۷۱۳)		ایضا
لے کوزہ گرا بکوش گرا شکاری	تا چند کنی بر گل آدم خواری	
انگشت فریدوں و سیر کج خیر و	بر چرخ نهادہ چہ سے پنداری	
(۷۱۴)		ایضا
ہنگام صبورے صنم فرخ ہے	بر ساز ترانہ و پیش آورے	
کا فلک آنجا کہ صد ہزاراں جم ہے	ایں آمدن تیرمہ و رفتن دے	
(۷۱۵)		ایضا
چندانکہ نگاہ میکشم ہر سوے	از سبزہ بہشت است ز کوثر جوے	
صحر چو بہشت است ز دوزخ کم گئے	نشیں بہشت با بہشتی روے	
(۷۱۶)		ایضا
چوں واقفی اسے پس ز ہر اسراے	چندیں چہ خوری ہمیدہ ہر تیماے	
چوں می نرود با اختیار کاے	خوش باش درین نفس کہ مستی بارے	

لے دل اگر  
تو اس جسم کے غبار پاک ہو جا  
تو روح مجسم بر اسلاک شوی  
عرش تر نشین جو در نوش کا  
بے دل اور تجھے شرم نہیں آتی کہ  
خاک میں گرا کر تو راہی  
کوزہ گرا بکوش میں اگر شکار  
جو تو کوشش کرتا تو انسانوں کی  
میں سے ساتویں تک ظلم تو ہم  
تو سب سے پاک پر پڑھائی ہوئی  
فریبوں کی انگلیاں در کج خیر دکا  
میں میں تو  
انگشت ہر روز خود معلوم ہوا  
کون اندر ان کا اظہار ہو گیا  
کئی کام نہیں اختیار میں نہیں  
ذوق کو بلیت کہ تو خوش ہے اور  
انگشت ہر روز خود معلوم ہوا  
نہی حال تو ہو جو ہو







در بلخ چو بدخوره توش اول سے	شیریں زہر گشت متخ چون آمدے
از چوب بر تیشہ گر کے کرد رباب سازد	از پیشہ چہ گوئی کہ ہی رویدے
(۷۳۳)	رباعی
یار بکشای برین از رزق دے	بے منت مخلوق رساں ما حضرت
از بادہ چنان مست نگہدار مرا	کز بخیبری نباشدم درد سرا
(۷۳۴)	ایضاً
گر آمد نم بخود بد سے نامدے	در نیز شدن بن بد سے شدے
بہ زان نقاب سے کہ اندرین میر خراب	نے آمدے نے شدے نے بد سے
(۷۳۵)	ایضاً
لے دل تو بستر این معتمدی	در نکته ز پرکان و دانانہ رسی
ایجازے و جام ہشتے می ساز	کاسخا کہ ہشت است رسی یا نہ رسی
(۷۳۶)	ایضاً
خواہی کہ اساس عسر محکم یابی	یک چند بعالم دل بے غم یابی
فایغ منشیں ز خوردن بادہ وے	تالذت عسر خود مادام یابی
(۷۳۷)	ایضاً
لے چرخ چہ کردہ ام بن است بکوسے	پوستہ مرا گلندہ در تگ پوسے
نام نہدی تا نہدی کوسے بکوسے	آبم نہدی تا نہدی آب نہدوسے
(۷۳۸)	ایضاً
ہاں تا برستاں بد ہشتی نشوی	یا از در نیگواں بہ ہشتی نشوی
مے خور کہ بخوردن مہنا خوردن مے	گر آلت دوزخی بہ ہشتی نشوی
(۷۳۹)	ایضاً
خواہی کہ پسندیدہ آن نام شوی	مقبول قبول خاصہ و عام شوی
اندراپے امومن و جو دوترا	بدگوسے مباح تا نکو نام شوی

انگور و شراب...  
 خوردن شیرین...  
 شیرین...  
 کوی...  
 آپ...  
 بانی...  
 خیال...  
 طلب...  
 مطابق...  
 از...  
 تباہ...  
 کو...  
 لے...  
 شراب...  
 دوزخ...  
 مری...

روئے کہ دلم برنگ آبی یابی	در کج دلم بے حسرابی یابی
در بحر دو دیدہ ام اگر غوطہ خوری	گر گم نہ شوی مردم آبی یابی
(۷۴۰)	رباعی
دردہ سے العسل لالہ گون صافی	بکشاے دملق شیشہ خون صافی
کامروز بروں ز جام مے نیست مرا	یکے دست کہ دارد اندرون صافی
(۷۴۱)	ایضاً
تاکے غم آں خورم کہ دارم یانے	دیں عمر بخوش شدی گذارم یانے
پر کن قلع بادہ کہ مے موم نیست	کایں دم کہ نہ برم بر آرم یانے
(۷۴۲)	ایضاً
لے بادہ ناب لے مے مینائی	چنداں بکشم ترا من شیدائی
کز دور مرا ہر کہ بہ بسند گوید خورہ	لے خواجہ شرب از کجائی آئی
(۷۴۳)	ایضاً
آدم چو صراحی بود و روح چو مے	قالب چوں نے بود صد لے در مے
دانی چہ بود آدم خاک خیت ام	فانوس خیالی و چراغے در مے
(۷۴۴)	ایضاً
بادر دقاعت کن و آ باد بزی	در بند سزونی مشو آزاد بزی
منگر بہ سزونی ز خود و غصہ مخور	در کم ز خودی نگہ کن و شاد بزی
(۷۴۵)	ایضاً
از دور پدید آمدہ ناپاک مے	وز دور دہنم بہ تنش پیر مے
بشکت صراحیم کہ عمرش کم باد	وانگہ چو مے لطیف مے چو مے
(۷۴۶)	ایضاً
بامین تو ہر پنجہ گوئی از گیس گوسے	پوستہ مرا لحد و بیدیں گوسے

لے از خلق شیشہ خون...  
 نفاذ...  
 کہ شیشہ...  
 "لے ز جگت...  
 کتاب...  
 ہوا...  
 مجاور...  
 دی...  
 میں...  
 ہوں...  
 کیا...  
 ایسا...  
 اس...  
 کو...  
 عبدالباری...







رباعی (۷۴۳)	
اول بخودم چو آشنا می گردی	آخر ز خودم چو احبدا می گردی
چون ترک منت نبود از روز نخست	سرگشته بجانم چو پرامی گردی
ایضاً (۷۴۴)	
از دفتر عصر می کشودم فالے	ناگاه ز سوز سینه صاحب جالے
می گفت خوش آن کس که در خانه او	بارست چون نا بهوشی چون سالے
ایضاً (۷۴۵)	
آن مایه ز دنیا که خوری یا نوشی	معذوری اگر در طلبش می کوشی
باقی همه رایگان ترار و هتدار	تا عمر گرانمایه بدان نفس روشی
ایضاً (۷۴۶)	
من ترک همه کردم و ترک منے	از جمله گریز باشدم از منے
آیا بود آنکه من مسلمانم گردم	بس ترک منے معانے کردم منے
ایضاً (۷۴۷)	
تن زن چو بزیر فلک بسی باکی	منے نوش چو در جهان آفت ناکی
چون اول و آخرت بجز خاکی نیست	انکار که بر خاک منے در خاکی
ایضاً (۷۴۸)	
گر شادی خویشتن دران میدانی	کاسوده دله را بنغمه بنشانی
در ماتم عقل خویش بنشین همه عصر	میدار مصیبت که عجب نادانی
ایضاً (۷۴۹)	
هنگام سفیده دم خردوس سحری	دانی که چرا همی کند فوه گری
یعنی که نمودند در آسینه صبح	کز عمر شبے گذشت و تو بے خبری
ایضاً (۷۵۰)	
کاش که جاس آر میدان بودی	یا این ره را بسر رسیدن بودی

فرد و دوش دنیا که من کس  
کیا سله تو معذرت و عجز می بین  
کوشش که با ما نه بودی باقی سله  
سویا که در حال کس و سب  
مقول بود و در سله کس که انکار  
بیتری هم من مانع بود که کوئی بپوش  
نشین سله یعنی نیا یک سب  
آفت این بر وقت بدین آرز  
رستاخورد تو با ما هر که اول  
میں تو خاک تھا اور آخر میں تو  
فک ہو جاو گیا اور شاربلی  
اور خوشدلی کے ساتھ زندگی  
بکر اور منے پہلے اپنے آپ  
را ہوا جھلے سله اگر تو بچ  
کسی خوشدل دی کو سب  
کریا بی عذابت تو بچے اپنی  
عقل کا کتر ناما ہے اور مصیبت  
افسوس کرنا کجا

کونستان ۱۱۰۲

رباعی (۷۴۱)	
کاش از پے صد هزار سال ز دل خاک	چون سبز امید نو رسیدن بودی
رباعی (۷۴۲)	
لے سوختم سوختم سوختنی	وے آتش دوزخ از تو افروختنی
تا که گوئی که بر عسر رحمت کن	حق را تو کئی بر حمت آخوستنی
ایضاً (۷۴۳)	
لے دل من و معشوق من در باقی	سالموش لبها کن و کن ز راتی
گر پیر و احمدی خوری جام شراب	داں حوض که مر قضاش باشد ساقی

# تمام شد

سالموش اور ز راتی کے معنی کر کے ہیں، معنی انباری آتی



# خاتمه لطبع از جانب کارپردازان مطبع

پس از حمد و ثنای بر سر راهی که با بظنیرت سلیم و صاحبان ذہین مستقیم که در میدان سخن طرز آری  
 بچار زبانی و بطلاقت لسانی تصب السبق ر بوده اند بدین گونه روشن باد که درین جزو زمان مجموع  
 تا در رباعیات که چون شاهدان چار ابر و از حسن خلق با عناصر اربعه مشمول است همانند سبب صفتان  
 بجل ناز و تکرار از حسن نقطه بست بر چار صفحه در رباعی بیست و یک کوی مشغول یعنی کلام بلاغت نظام معروض  
 بر رباعیات عمر خیام که سخن آفرین الامقام در تنظیم بوزن رباعی گوے سابقت از شعر  
 روزگار بوده چنانچه حضرت نیر از بلبل نوا خوان گلزار غزلیات است بدان مشابہ این مصنف شیوا  
 زبان عن لب نغمه سر لہ مین زار رباعیات طوطی قلمش در شیرینی گفتار خیلے ملاوت بار است  
 نوے قمری سرودتان چار ضرب کلامش صفائی در روان را بجلی اوار از نے کلک که گلیا به پیش نیست  
 ارتسام تو صیغ کن فردے مثل بدرستی حواس خمسہ اندرین شش جهت بیرون زامکان است  
 هنگامیکہ از چار سو خواہش طبع این کتاب لاجواب در رسید با را قول نسخہ صحیحہ بتلاش بہم رسانید  
 بتصحیح لائق و تجشیل غوامض نہیکہ پسندید نقدان سخن باشد باہتمام فراوان غارہ قبول بر رویہ  
 و شش بار لباس پوش انطباق گردید اکنون کہ فروخت شدہ و در باب شوق بفرط اشتیاق طلبکار طبعش  
 شدند لاجرم بہ تصحیح تمام و نظر ثانی مولوی عبدالباری آتشی آردنہماے عمد قدیم معشابلہ  
 کردہ آرد چون اکثر رباعیات از جادہ صحت خارج بود بہ تصحیح و مقابلہ صحیح کردہ شدہ و سخن کہ  
 فی زمانہ نسخہ بہتر و صحیح تر ازین نسخہ دیگر نظر خواہد رسید حواشی او را بطرز نو بہ زبان آرد و  
 تبدیل کردہ شد چونکہ در واج زبان فارسی در میان نیست بحال بزور حواشی آرد و آراستہ شدہ و در تمام  
 در مطبع نامی منشی نو لکشور واقع کنو باہتمام بی بی کبیرہ سرشناس بہ ماہ ستمبر ۱۳۰۹  
 علیہ طبع در بر کرد و این دو بیچون مقبول عام گنناد

دفتر کتابخانه آستان قدس رضوی  
 مکتبہ دعوت  
 نظامی حضرت امام علیہ السلام  
 در کتب خانہ آستان قدس رضوی



## چند دواوین فارسی کی مختصر فہرست

### دیوان نعمت خان عالی فارسی

نہایت فصیح و بلیغ کلام ہے اور لطف  
یہ کہ سبجہ شگفتہ اور رنگین ہے قابل  
دید ہے قیمت ۷

### کلیات جامی فارسی

کلام کی خوبی کا بیان حاصل ہو کر کہنا  
ضروری ہو گا اس مرتبہ یہ کلیات بنایت صحیح  
ہرے خوبصورت پیمانہ پر تالیف ہوا ہے۔  
قیمت ۱۱

### کلیات شمس تبریز فارسی

عارف کامل حضرت شمس تبریز کا کلیات  
جس میں عاشقانہ اور عارفانہ رنگ کا  
میشا کلام قریب ہر بحر میں جو ہے  
قیمت ۷

### کلیات علام امام شہید فارسی

ہماری خیال میں غالب کے رنگ کا کہنے والا اگر  
کوئی دوسرا شخص منہ نہ تانیں گوزار ہو تو  
وہ شہید ہی انکا دیوان قابل اور دید ہے۔  
قیمت ۷

### کلیات سعدی فارسی

اس میں شیخ سعدی کا تمام و کمال  
کلام موجود ہے۔ اور سب کے حصے  
علیحدہ علیحدہ کر کے ہیں قیمت ۷

### دیوان عربی فارسی

عبدلکریم کاس باینا از شاعر کلیے ہا کلام جس کے  
کمال کے سامنے ہوتے ہوئے بلکہ ان کے تمام  
کیا اور جس کا ہر شعر کیفیات عارفانہ سے لبریز ہے  
قیمت ۱۳

### دیوان مخفی فارسی

نہایت اہتمام و صحت کے ساتھ دوبارہ  
بچھا یا گیا ہے شروع میں مختصر سوانح  
اور تصویر بھی شامل ہے قیمت ۷

### مجموعہ عناصر دواوین شرفی فارسی

یہ دیوان حضرت امیر خسرو کے چار دیوانوں کا  
خلاصہ ہے جس میں ان کا ہر دور و عمر کا کلام  
شامل ہے قیمت ۷

### دیوان عنصری فارسی

پای تخت سلطان محمود غزنوی کا وہ بالکمال  
شاعر جس کا کلام محمودی سے بادشاہوں کے لئے  
تھا دیوان سے آیا تھا بنیاد صحیح طبع کیا  
گیا ہے قیمت ۱۳

### دیوان غنی کشمیری فارسی

مرزا صاحب کے رنگ کا ذوق دیدے والا  
اور بنا ہے والا غنی کشمیری کے سوا کوئی  
دوسرا شاعر نہیں ہو قیمت ۷

### دیوان حافظ فارسی

حافظ رحمت اللہ علیہ کا مستانہ اور  
عارفانہ کلام نہایت خوشخط طبعی  
قیمت ۷

### کلیات صاحب فارسی

دیوان صاحب دیوان ہر بحر کے گادو جو  
ایرانی شعرا میں کسی دوسرے کے بیان نہیں ہے  
تمام کلام حکیمانہ ہے قیمت ۷

### گلشن عشق فارسی

میر مظفر علی امیر لکھنوی آخر زمان کے  
اُستاد کامل تھے انکا فارسی کا کلام ہر  
قیمت ۷

### کلیات غالب فارسی

مرزا غالب کا فارسی کا وہ کلام جس پر  
خود ان کو ناز تھا ملاحظہ کے لائق ہے  
قیمت ۷

### کلیات ظہیر فاریابی فارسی

اس کی تعریف میں تقدیریں یہ شعر لکھا  
دیوان ظہیر فاریابی ہے دیکھو ہر دور و گریابی  
قیمت ۱۳





۸۵۱  
 / ۲۲  
 ح  
 ۹۵۷  
 )  
 ۱۹۳۹